عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد:۲۲ | ۳ تا ۹/ جمادی الاوّل ۱۴۲۴ھ مطابق ۴ تا ۱۰/ جولائی ۲۰۰۳ء | شمارہ:۶

نئی نسل کو قادیانیت سے بچایئے

حضرات صحابہ کرامؓ ہدایت کے چراغ

اسلام میں حقوق العباد کی اہمیّت

موجودہ حالات میں کامیابی کی کلید

مسیح قادیان اور اس کے حواری

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
www.khatm-e-nubuwwat.com

معجزہ ردّ شمس کی حقیقت:

س:...... معجزہ ردّ شمس کی حقیقت سے آگاہ کیجئے؟ نیز واضح فرمایئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نماز پڑھی یا نماز پڑھنے سے پہلے سو گئے؟ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تو یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں بیٹھے رہے اور انہوں نے نماز نہیں پڑھی؟ اور پھر نبی جب سوتا ہے تو اس کا دل غافل نہیں ہوتا' نبی کا دل جاگ رہا ہوتا ہے' بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ نبی سو جائے' اس کی اپنی نماز قضا ہو جائے یا اس کے رفیق کی؟

ج:...... حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے ردّ شمس کی حدیث امام طحاویؒ نے مشکل الآثار (صفحہ نمبر ۹ جلد ۲) میں حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے۔ بہت سے حفاظ حدیث نے اس کی تصحیح فرمائی ہے۔ امام طحاویؒ نے اس کے رجال کی توثیق کرنے کے بعد حافظ احمد بن صالح مصریؒ کا یہ قول نقل کیا ہے:

"جو شخص علم حدیث کا راستہ اختیار کئے ہوئے ہو' اسے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے' یاد کرنے میں کوتاہی نہیں کرنی چاہئے کیونکہ یہ جلیل القدر معجزات نبوت میں سے ہے۔"

حافظ سیوطیؒ "الآلی المصنوعہ" میں لکھتے ہیں:

"اور منجملہ ان امور کے جو اس واقعہ کے صحیح ہونے کی شہادت دیتے ہیں' حضرت امام شافعیؒ اور دیگر حضرات کا یہ ارشاد ہے کہ کسی نبی کو جو معجزہ بھی دیا گیا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی نظیر عطا کی گئی' یا اس سے بھی بڑھ کر' اور صحیح احادیث میں آچکا ہے کہ سورج حضرت یوشع علیہ السلام کے لئے روکا گیا تھا' جب کہ انہوں نے جبارین سے جہاد کیا۔ پس ضروری تھا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی اس کی نظیر واقع ہوتی۔ چنانچہ یہ واقعہ حضرت یوشع علیہ السلام کے واقعہ کی نظیر ہے۔"

امام ابن جوزیؒ نے اس قصہ کو موضوعات میں شمار کیا ہے' اور حافظ ابن تیمیہؒ نے بھی "منہاج السنۃ" میں بڑی شد و مد سے اس کا انکار کیا ہے' حافظ ابن حجرؒ "فتح الباری" میں لکھتے ہیں:

"ردّ شمس کا یہ واقعہ حضرت یوشع علیہ السلام کے واقعہ سے بلیغ تر ہے' ابن جوزیؒ نے اس واقعہ کو موضوعات میں درج کر کے غلطی کی ہے۔ اسی طرح ابن تیمیہؒ نے اپنی کتاب میں جو رد روافض پر لکھی گئی' اس کو موضوع قرار دے کر غلطی کی ہے۔"

(فتح الباری ص:۲۲۲ ج:۶)

حافظ سید مرتضیٰ زبیدیؒ "شرح احیا" میں لکھتے ہیں:

"اس واقعہ کو موضوعات میں شمار کرنا ابن جوزیؒ کی زیادتی ہے۔ حافظ سخاویؒ اور حافظ سیوطیؒ نے ان پر رد کیا ہے' اور ابن جوزیؒ جس طرح صحیح احادیث کو موضوعات میں ذکر کر جاتے ہیں وہ ائمہ کو معلوم ہے' ان کی اس روش پر ان کے معاصرین نے بھی اور بعد کے حضرات نے بھی ان کی عیب چینی کی ہے' جیسا کہ حافظ عراقیؒ نے اپنی کتاب "نکت ابن صلاح" کے اوائل میں ذکر کیا ہے اور اس حدیث کو بہت سے حفاظ حدیث نے صحیح کہا ہے۔ سیوطیؒ کہتے ہیں کہ اس کے طرق کا متعدد ہونا اس کی صحت پر شاہد ہے' اس لئے ابن جوزیؒ کے قول کا کوئی اعتبار نہیں۔"

(اتحاف شرح احیا' ص ۱۹۲ ج ۷)

بہرکیف یہ واقعہ صحیح ہے اور اس کا شمار معجزات نبویؐ میں ہوتا ہے۔ رہا آپ کا یہ کہنا کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھ لی ہو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہ پڑھی ہو؟ اس کا جواب خود اسی حدیث میں موجود ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام سے بھیجا تھا' جب وہ اس کام سے واپس آئے تو نماز ہو چکی تھی' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سمجھا کہ یہ نماز پڑھ چکے ہوں گے۔

اور آپ کا یہ کہنا کہ نبی سوتا ہے تو اس کا دل جاگتا ہے' پھر نماز کیسے قضا ہو سکتی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ نماز کے اوقات کا مشاہدہ کرنا دل کا کام نہیں' بلکہ آنکھوں کا کام ہے اور نیند کی حالت میں نبی کی آنکھ سوتی ہے' دل جاگتا ہے' یہی وجہ ہے کہ لیلۃ التعریس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقا کی نماز فجر قضا ہوئی۔ واللہ اعلم۔

ہفت روزہ ختم نبوت

جلد: ۲۲ ۔۔۔ ۱۷/۲۳/ جمادی الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۷/۲۳ جولائی ۲۰۰۳ء ۔۔۔ جلد: ۲۲

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
سفیر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

حضرت خواجہ خان محمد زید مجدہٗ

حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہم

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

مولانا محمد اکرم طوفانی ۔۔۔ مولانا اللہ وسایا

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلالپوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سید انظر نعیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور راؤ
ناظم مالیات: حاجی عبداللطیف شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ہائی کورٹ: محمد ارشد، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

اداریہ	4
اسلام میں حقوق العباد کی اہمیت (قلم فتح)	6
حضرات صحابہ کرام ہدایت کے چراغ (مولانا محمد عبداللہ)	10
موجودہ حالات میں کامیابی کی کلید (مولانا محمد الحسنی)	15
مسیح قادیان اور اس کے حواری (حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ)	16
نئی نسل کو قادیانیت سے بچائیے (مولانا محمد اکرم طوفانی)	21
صرف ایک غلطی (اوریا مقبول جان)	23
حضرت مولانا قاری محمد طیب نقشبندی (مولانا حکیم محمد رفیق فاروقی)	25

زر تعاون بیرون ممالک: [illegible]
[illegible]
زر تعاون اندرون ملک: فی شمارہ ۔۔۔ روپے، ششماہی: ۔۔۔ روپے، سالانہ: ۔۔۔ روپے
چیک یا ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 363-8 [illegible] 927-2 [illegible]

دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
Jama Masjid Bab-ur-Rahmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi.
Ph: 7780337 Fax: 7780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ ملتان
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

لندن آفس
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری ۔ طابع: سید شاہد حسن ۔ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ۔ مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

ختم نبوت............اسلام کا بنیادی عقیدہ

ختم نبوت اسلام کا وہ بنیادی عقیدہ ہے' جس پر قرآن کریم کی تقریباً سو آیات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسو دس ارشادات عالیہ گواہ ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کے بعد کسی شخص کا یہ دعویٰ کرنا کہ اسے اللہ تعالیٰ نے نبی یا رسول بنا کر بھیجا ہے' نبوت محمدیہؐ کے خلاف ایک صریح بغاوت ہے۔ یہ بات کسی تشریح وتوضیح کی محتاج نہیں ہے۔ تاریخ اسلام میں روز اول سے لے کر آج تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر مدعی نبوت کو امت محمدیہؐ نے کافر ومرتد قرار دے کر اس کے خلاف علم جہاد بلند کرتے ہوئے اس فتنے کو پیوند خاک کیا۔

انگریز کے منحوس دور میں انگریز سرکار کے خود کاشتہ پودے کی حیثیت سے مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت ورسالت سے لے کر الوہیت تک کے بلند بانگ دعوے کئے۔ اگر ایسے دعوے کسی اسلامی دور حکومت میں کئے جاتے تو مرزا غلام احمد قادیانی کا انجام مسیلمہ کذاب اور اس کے پیروکاروں سے مختلف نہ ہوتا' چونکہ قادیانی نبوت انگریز سامراج کی ساختہ وپرداختہ اور اس کے گھر کی لونڈی تھی' اس لئے انگریز گورنمنٹ کے زیر سایہ قادیانی نبوت کا شجرۂ خبیثہ پروان چڑھتا رہا۔

قیام پاکستان کے بعد ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اس وطن پاک میں' جسے خدا اور رسولؐ کے مقدس نام پر معرض وجود میں لایا گیا تھا' جس کی بنیادوں میں لاکھوں مسلمانوں کا خون شامل ہوا تھا تب کہیں جا کر یہ ملک بنا تھا' اس نظریاتی ملک میں قادیان کی جھوٹی نبوت کا سکہ نہ چلنے دیا جاتا' لیکن بہت سے اسباب وعوامل کی بنا پر وطن عزیز میں قادیانیوں کی سیاہ کاریاں اور ان کی تخریبی سرگرمیاں بدستور جاری ہیں۔

مسلمانوں کے پرزور احتجاج اور ختم نبوت کی بھرپور تحریکوں کے بعد بالآخر ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو صرف اتنی بات تسلیم کی گئی کہ قادیانی غیر مسلم ہیں' غیر مسلموں کی فہرست میں ان کا نام شامل کر دیا گیا' لیکن ان کی تبلیغی وتخریبی سرگرمیوں کو عملاً روکنے کا کوئی بندوبست نہیں کیا گیا۔ قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کے پیش نظر مسلمانوں کو ایک بار پھر میدان عمل میں اتر کر بھرپور تحریک چلانی پڑی۔ چنانچہ دس سال بعد حکمرانوں کو قادیانیوں کی سرگرمیوں کو روکنے کے لئے امتناع قادیانیت آرڈی نینس جاری کرنا پڑا۔ اس آرڈی نینس کے بعد قادیانی کچھ عرصہ کے لئے زیر زمین چلے گئے' لیکن آہستہ آہستہ اب پھر قادیانیوں نے اپنی سرگرمیوں کو تیز کر دیا ہے۔ پورے ملک میں عموماً اور پسماندہ علاقوں اور دور دراز دیہاتوں میں خصوصاً ان کی سرگرمیاں اپنے عروج پر پہنچ چکی ہیں۔ آئے دن وہ اشتعال انگیز کارروائیاں کر کے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مشتعل کرتے رہتے ہیں' مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریہ عقائد کی تبلیغ کر کے وہ سرعام قانون کا مذاق اڑاتے ہیں اور لالچ وغیرہ کے ذریعے اسلامی تعلیمات سے بے خبر سادہ لوح مسلمانوں کے دین وایمان پر ڈاکہ ڈالتے ہیں۔

اس پوری صورت حال سے انتظامیہ کے ذمہ دار حضرات باخبر ہونے کے باوجود کوئی قدم نہیں اٹھاتے اور نہ قادیانیوں پر کوئی قدغن لگائی جاتی ہے۔ اس سے ان کے حوصلے کو مزید تقویت مل رہی ہے' اور وہ بے باک ہوتے جا رہے ہیں۔ قادیانیوں کی قانون شکنی کا یہ انداز اور ان کے بدلے ہوئے تیور یہ واضح کرتے ہیں کہ وہ کسی گہری سازش کے تحت یہ سب کچھ کر رہے ہیں اور وطن عزیز کے حالات کو خراب کرنے کے لئے وہ اپنے غیر ملکی آقاؤں کے اشارے پر ناچ رہے ہیں' لیکن انہیں شاید ابھی تک اس بات کا احساس نہیں ہوا کہ مسلمان ہر مسئلے پر رواداری برت سکتا ہے' لیکن ناموس رسالت کے مسئلے پر وہ کسی بھی قسم کی رواداری کا قائل نہیں ہے۔ قادیانیوں جیسے گستاخ اور اسلام دشمن گروہ سے آخر کس طرح رواداری اختیار کی جا سکتی ہے؟ قادیانیوں کے کفریہ عقائد کے سامنے تو خود کفر شرمندہ ہے۔

قادیانی جن کا عقیدہ یہ ہے کہ:

☆...... رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے دین کی اشاعت مکمل نہ ہو سکی بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے آ کر پوری کی۔ معاذ اللہ

☆...... مرزا قادیانی کی وحی کے مقابلہ میں حدیث رسول کوئی شئی نہیں ہے۔ معاذ اللہ

☆...... ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے۔

☆...... روضہ اطہر کے متعلق جن کا عقیدہ یہ ہو کہ معاذ اللہ وہ نہایت متعفن اور حشرات الارض کی جگہ ہے۔

☆...... جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہوں کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما مرزا قادیانی کی جوتیوں کے تسمے کھولنے کے لائق نہ تھے۔

☆...... جو لوگ مرزا قادیانی کے ان عقائد کی تبلیغ کرتے ہوں کہ جو شخص مرزا غلام احمد قادیانی کی بیعت نہ کرے اور اس کی مخالفت کرے وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔

جب لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کے اس قسم کے کفریہ عقائد مسلمانوں کے سامنے بطور تبلیغ کے پیش کرتے ہوں تو ہر ذی شعور انسان یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ آخر یہ مرزائی ملکی حالات کو کس طرح لے جانا چاہتے ہیں؟ ان کی کفریہ تبلیغ پر پابندی کے باوجود حکمران طبقہ نہ جانے کیوں ان کی سرگرمیوں کا نوٹس نہیں لیتا؟ جب مسلمان ہر طرف سے مایوس ہوتا ہے تو پھر عشق رسالتؐ میں مست ہو کر وہ اس کفریہ یلغار کے خلاف سینہ سپر ہو جاتا ہے اور یہ فیصلہ کر لیتا ہے کہ اب اس ملک میں یہ کفر نہیں چلے گا اور وہ ناموس رسالتؐ کے گستاخوں کا جینا دوبھر کر دیتا ہے۔ اسی جذبہ کے تحت پاکستان کی تاریخ میں ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء میں چلنے والی ختم نبوت کی بھرپور تحریکات اس کی زندہ مثال ہیں۔ اس سے قبل کہ اس قسم کے حالات دوبارہ پیدا ہوں، حکمران طبقہ کو چاہئے کہ وہ قادیانیوں کی سازشوں کو سمجھتے ہوئے ان کی سرگرمیوں کا سختی سے نوٹس لیں اور وطن عزیز کی کلیدی آسامیوں پر فائز قادیانی، جو دراصل اس قسم کے خطرناک حالات پیدا کرنے کا اصل سبب بنتے ہیں، انہیں فی الفور ہٹایا جائے۔ موجودہ بدلتی ہوئی عالمی صورت حال کے پیش نظر، وطن عزیز انتہائی نازک حالات سے گزر رہا ہے، عالم کفر اور اسلام دشمن افراد پاکستان کے متعلق اچھے ارادے نہیں رکھتے، یہود و نصاریٰ کی شیطانی نگاہیں ملک کی جوہری تنصیبات کے تعاقب میں ہیں، ان حالات میں انتہائی ضروری ہے کہ وطن عزیز کی کلیدی آسامیوں سے ملک وملت کے دشمن قادیانیوں کو الگ کیا جائے۔ ختم نبوت کے باغیوں، یہود و نصاریٰ کے ایجنٹوں، قادیان کی خود ساختہ نبوت کے پیروکاروں کا ملک میں کلیدی عہدوں پر فائز رہنا ملک وملت کے لئے ہرگز ہرگز سود مند نہیں، بلکہ یہ وطن عزیز کی بنیادیں کھوکھلی کرنے اور ملک وملت سے غداری کے مترادف ہے۔

ضروری اعلان

ہفت روزہ "ختم نبوت" کے اندرون و بیرون ملک کے تمام قارئین کرام کے نام بقایا جات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاد دہانی کے خطوط ارسال کر دیئے گئے ہیں۔ احباب سے درخواست کی جاتی ہے کہ جن حضرات کے نام بقایا جات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی منی آرڈر، چیک یا ڈرافٹ کی شکل میں ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔

یاد رہے کہ جلد نمبر ۲۰ شمارہ نمبر ۹ سے بوجہ ہوشربا گرانی، کاغذ و ڈاک خرچ رسالہ کی قیمت میں اضافہ کیا جا چکا ہے۔

نیا سالانہ زر تعاون : ۳۵۰ روپے ہے، آئندہ اس حساب سے رقم ارسال فرمائیں۔

نوٹ : اپنے خریداری نمبر کی وضاحت بھی ضرور فرمائیں۔ شکریہ (ادارہ)

اسلام میں حقوق العباد کی اہمیت

دین اسلام اور قرآن کریم کا بنیادی مقصد انسانیت کی تکمیل ہے یعنی انسانوں کو حیوانی صفات سے نکال کر زیورِ انسانیت سے آراستہ کیا جائے تاکہ دنیا میں انسان پُرسکون زندگی گزار سکے اور آخرت میں بھی اسے کامیابی حاصل ہو۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً اپنے نبیوں کو بھیجتا رہا' تاکہ وہ انسانوں کو سیدھی راہ دکھائیں اور ان کو بتائیں کہ دنیا میں ان کو یوں ہی بے مقصد نہیں بھیجا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"افحسبتم انما خلقنکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون."
(سورۂ مومنون:۱۱۵)

ترجمہ: "کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو یونہی بے کار پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے؟"

دوسری جگہ ان کی پیدائش کا مقصد بتاتے ہوئے فرمایا گیا:

"وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون." (سورۂ ذاریات:۵۶)

ترجمہ: "میں نے انس و جن کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا۔"

عبادت سے مراد صرف نماز' روزہ' حج اور زکوٰۃ ہی نہیں' بلکہ حقوق العباد بھی اسی میں داخل ہیں۔ مرتے دم تک نماز' روزہ کی طرح حقوق العباد سے بھی کسی کو خلاصی نہیں۔

لیکن افسوس کا مقام ہے کہ آج کے دور میں عملی طور پر اسلام اور عبادات کو صرف نماز' روزہ' زکوٰۃ اور حج تک ہی محدود کر دیا گیا ہے۔ یعنی جو شخص ان افعال کو انجام دیتا ہے' وہ یہ سمجھتا ہے کہ میں نے عبادت کا حق ادا کر دیا۔ اس میں شک نہیں کہ یہ اسلام کے بنیادی ارکان ہیں اور ان کی ادائیگی سے کسی کو مفر نہیں' لیکن اس کے ساتھ اسلام نے حقوق العباد اور اخلاق و معاملات کی درستگی کو بھی عبادت کا ایک اہم حصہ قرار دیا اور اس کو بہت اہمیت بھی دی ہے۔ اگر ہم قرآن پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ

گلدستۂ نعت

حقوق العباد اور اخلاق کی درستگی کے بغیر ایک مسلمان مکمل مومن نہیں ہو سکتا۔ قرآن میں فرمایا گیا:

"یا ایھا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ" (سورۂ بقرہ:۲۰۸)

ترجمہ: اے اہل ایمان! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔"

یعنی اسلام کے تمام ارکان کو ادا کرو۔

احادیث میں بھی کثرت سے اس موضوع پر روایات وارد ہیں۔

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

"بعثت لاتمم مکارم الاخلاق." (بخاری)

ترجمہ: "میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں تاکہ مکارم اخلاق کی تکمیل کروں۔"

قرآنی آیات اور احادیث کی روشنی میں کہا جا سکتا ہے کہ ایک انسان مومن کامل اسی وقت بن سکتا ہے' جب وہ حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کی بھی ادائیگی کرے۔ حقوق العباد کی آپ ﷺ نے جو تشریح فرمائی ہے' ذیل میں اجمالاً اس کا تذکرہ کیا جاتا ہے:

والدین کے حقوق:

حقوق العباد میں سب سے مقدم والدین کا حق ہے' کیونکہ والدین ہی اس دنیا میں انسان کے وجود کا ذریعہ بنتے ہیں۔ والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا' ان کی فرمانبرداری کرنا اور ان کی خدمت کرنا اولاد کے ذمہ فرض ہے۔

قرآن میں فرمایا گیا:

"اور تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر تمہارے پاس ان میں سے ایک یا دونوں بوڑھے ہو کر رہیں' تو انہیں اُف تک نہ کہو اور نہ ان کو جھڑک کر جواب دو بلکہ ان سے احترام کے ساتھ بات کرو اور نرمی اور رحم کے ساتھ ان کے سامنے جھک

کر رہو اور دعا کیا کرو کہ: پروردگار ان پر
رحم فرما' جس طرح انہوں نے شفقت کے
ساتھ بچپن میں مجھے پالا ہے۔"

(سورۂ بنی اسرائیل: ۲۳'۲۴)

اور حدیث میں ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ کے نزدیک کون سا عمل زیادہ پسندیدہ ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وقت پر نماز پڑھنا' میں نے پوچھا: پھر؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: والدین کی فرمانبرداری کرنا' میں نے پوچھا: پھر؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جہاد فی سبیل اللہ۔" (بخاری کتاب الصلوٰۃ)

والدین کا حکم اللہ کے حکم کے بعد محترم ہے اگر والدین کسی ایسے کام کا حکم دیں' جس سے اللہ کی نافرمانی ہوتی ہو تو اس کو نہیں ماننا چاہئے' مگر والدین کا احترام نہیں چھوڑنا چاہئے۔

قرآن میں وضاحت کی گئی:

"اگر وہ تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ
میرے ساتھ کسی ایسے کو شریک ٹھہرا جسے تو
نہیں جانتا تو ان کی بات ہرگز نہ مان' مگر
دنیا میں ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔"

(سورۂ لقمان: ۱۵)

والدین کی نافرمانی کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے پوچھا: کیا میں تم کو کبیرہ گناہ کی خبر نہ دوں؟ صحابہ کرامؓ نے کہا: ضرور دیجئے' تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔

(بخاری)

والدین اگر دنیا سے گزر چکے ہوں تو مرنے کے بعد بھی اولاد پر چار حقوق رہ جاتے ہیں: (۱) وفات کے بعد ان کی نماز جنازہ پڑھنا' (۲) ان کے لئے دعا مغفرت کرنا' (۳) ان کے وعدوں کو پورا کرنا' (۴) ان کے دوستوں اور رشتہ داروں کا احترام کرنا۔ (ریاض الصالحین)

رشتہ داروں کے حقوق:

والدین کے حقوق کے بعد قرآن میں رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی پر بہت زور دیا گیا ہے۔ ایک جگہ ارشاد فرمایا گیا:

"اللہ کی عبادت کرو' اس کے ساتھ
کسی کو شریک نہ کرو' والدین اور قرابت
داروں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔"

(سورۂ نساء: ۳۶)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص چاہتا ہے کہ اللہ اس کے رزق میں برکت کرے' اس کے گناہ معاف کرے تو وہ صلہ رحمی کرے۔

(بخاری)

ایک حدیث قدسی میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں رحمن ہوں اور اس رحم (رشتہ داری) کو میں نے اپنے نام سے نسبت دی ہے' جو اسے جوڑتا ہے' میں اس سے جڑتا ہوں اور جو اسے کاٹتا ہے' میں اس سے کٹ جاتا ہوں۔

(ترمذی)

رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان چیزوں کا اہتمام کیا جائے مثلاً: ان کے ساتھ اچھا برتاؤ اور عزت و احترام کا سلوک کرے' اس کے لئے ضروری نہیں کہ جب وہ ہم سے اچھا سلوک کریں گے تو ہم بھی کریں گے ورنہ نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صحابی نے پوچھا کہ اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے رشتہ دار مجھ سے برا سلوک کرتے ہیں اور میں ان سے اچھا سلوک کرتا ہوں' میں ان سے بردباری کرتا ہوں' وہ مجھ سے جہالت برتتے ہیں' تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم ان کے منہ میں خاک جھونک رہے ہو' اللہ تعالیٰ تمہاری مدد اس وقت تک کرے گا جب تک تم یہ کرتے رہو گے۔ (مسلم)

پڑوسیوں کے حقوق:

اسلام میں پڑوسی اور ہمسائے کے ساتھ حسن سلوک کی بھی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ پڑوسی خواہ مسلمان ہو یا غیر مسلم' رشتہ دار ہو یا اجنبی' ضروری ہے کہ اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے' اس کو کسی بھی بات سے ذہنی یا جسمانی تکلیف نہیں پہنچانا چاہئے۔

قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"والدین' رشتہ دار' یتیم' مسکین'
پڑوسی رشتہ دار' اجنبی ہمسایہ' ہم نشین اور
مسافر کے ساتھ حسن سلوک کرو۔"

(النساء: ۳۶)

پڑوسیوں کے حقوق کے سلسلہ میں کثرت سے احادیث وارد ہیں' ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا: جبرئیل امین نے مجھے پڑوسیوں کے سلسلہ میں اتنی تاکید کی کہ میں نے سمجھا کہ شاید وراثت میں ان کا حصہ لگا دیا جائے گا۔ (بخاری)

پڑوسیوں کے مندرجہ ذیل حقوق ہیں:

پڑوسیوں کو تکلیف نہ دینا' ان کے ساتھ نرمی و خوش اخلاقی سے پیش آنا' ان کے خوشی و غم میں شریک ہونا' بیماری میں عیادت کرنا' ان کو تحفہ تحائف

دیتا اگر وہ غریب و حاجت مند ہوں تو ان کی مدد کرتا اور ان کے ساتھ بھلائی کرتے رہنا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم! وہ مومن نہیں' خدا کی قسم! وہ مومن نہیں جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ رہے۔ (بخاری)

یہی تمام حقوق جو پڑوسیوں کے بیان ہوئے ہیں' اپنے ہم پیشہ اور ساتھ اٹھنے بیٹھنے والے ساتھی کے بھی ہیں' ان کی ضرورت پڑنے پر ہر ممکن مدد کریں۔

قرآن اور حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک صالح معاشرہ اور خوشگوار ماحول کے پنپنے کے لئے ضروری ہے کہ پڑوسی اور اپنے ملنے جلنے والے ایک دوسرے کے تمام حقوق ادا کریں۔ ایک دوسرے کی غلطیوں کو نظر انداز کریں' تاکہ ایک صحت مند معاشرہ وجود میں آئے اور ماحول خوشگوار رہے' جس میں زندگی گزارنا آسان ہو۔

زوجین کے حقوق:

خوشگوار معاشرہ کی ابتدا ایک گھر سے ہوتی ہے' لہٰذا اسلام نے زوجین کے حقوق کی بھی حد بندی کی تاکہ ایک قوی کو کسی ضعیف و کمزور پر ظلم و زیادتی کا موقع نہ ملے۔

قرآن میں فرمایا گیا:

"ولهن مثل الذي عليهن بالمعروف." (البقرۃ:۲۲۸)

یعنی عورتوں کے لئے بھی معروف طریقہ پر وہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں۔

حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا:

"ان لکم نساء کم حقاً نسائکم علیکم حقاً."

(الادب المفرد)

ترجمہ: "تمہاری عورتوں پر تمہارا حق ہے' جس طرح تمہارے اوپر ان کا حق ہے۔"

قرآن و حدیث کی روشنی میں میاں بیوی دونوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں تاکہ گھر کا ماحول خوشگوار رہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب زوجین ایک دوسرے کے رنج و راحت کا خیال رکھیں' ایک دوسرے کی خامیوں پر نگاہ رکھنے کے بجائے ان کی خوبیوں کو سراہیں' کیونکہ اگر بعض خامیاں عورت میں ہوتی ہیں تو مرد بھی تمام عیوب سے پاک نہیں ہوتے' لہٰذا آپس میں مودت و رحمت کا معاملہ کرنا چاہئے اور عورتوں کے ساتھ مرد کو خوش خلقی اور حسن سلوک سے پیش آنا چاہئے' یہ عورتوں کا مردوں پر حق ہے' ساتھ ہی مردوں کو حکم دیا گیا ہے کہ آپس میں فضل و عفو کا معاملہ کرنا چاہئے۔

قرآن میں فرمایا گیا:

"ولا تنسوا الفضل بینکم."

(سورۃ بقرہ:۲۳۷)

ترجمہ: "اور آپس میں فضل کا معاملہ کرنا مت بھولو۔"

اسلام نے شوہر کے ذمہ اپنی بیوی کا کھانا' کپڑا اور سکنہ (مکان) دینا لازم کیا ہے' لہٰذا مرد جس حیثیت کا ہو' اپنی حیثیت کے مطابق عورت کا خیال رکھنا ضروری ہے' عورت کو بلاوجہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ڈانٹ ڈپٹ کرنا یا اسے مارنا پیٹنا' بداخلقی سے پیش آنا سخت منع ہے۔ اسے شریک حیات سمجھ کر اس کی راحت و غم اور عزت نفس کا خیال رکھنا چاہئے' جس گھر کا ماحول خوشگوار ہوگا تو بچوں پر بھی اس کا اچھا اثر پڑے گا' کیونکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جن گھروں میں میاں بیوی لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں ان کے بچے بڑے ہو کر معاشرے کے لئے اچھے انسان نہیں بن پاتے۔

دوسری طرف بیوی پر بھی کچھ ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین بیویاں وہ ہیں جن کو تم دیکھو تو وہ تمہیں خوش کردیں' جب تم ان کو حکم کرو تو وہ اطاعت کریں' جب تم ان سے جدا ہو تو وہ اپنی عفت اور تمہارے مال کی حفاظت کریں۔ (طبرانی)

عام مسلمانوں کے حقوق:

ان کے علاوہ کچھ حقوق عام مسلمانوں کے بھی ہیں: مثلاً ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں: (۱) جب ملاقات ہو تو سلام کرے اور دوسرا اسلام کا اچھے طریقہ سے جواب دے' (۲) جب اس کو چھینک آئے اور "الحمدللہ" کہے تو دوسرا "یرحمک اللہ" کہے' (۳) جب وہ بیمار ہو تو دوسرا اس کی عیادت کرے' (۴) جب اس کا انتقال ہو جائے تو اس کی نماز جنازہ پڑھے' (۵) جب وہ کوئی مشورہ کرے تو اس کی خیر خواہی کرے' (۶) جب وہ دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرے۔

اس کے علاوہ اس سلسلہ میں اور بھی صحیح احادیث وارد ہیں: مثلاً ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو اپنے ہاتھ اور زبان سے تکلیف نہ دے' اس کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے' اگر وہ مظلوم ہو تو اس کی مدد کرے اور اگر ظالم ہو

تو اس کو ظلم سے روکے‘ اس سے تین دن سے زیادہ بات چیت بند نہ کرے‘ اس کی غیبت نہ کرے‘ بدگمانی نہ کرے‘ اس کا مذاق نہ اڑائے‘ بُرے القاب سے یاد نہ کرے‘ حسد نہ کرے‘ دھوکہ نہ دے وغیرہ وغیرہ۔

آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرتا ہے اور جو کسی مسلمان بھائی کی تکلیف دور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی تکلیف میں سے ایک تکلیف دفع فرمائے گا۔ (ریاض الصالحین)

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی بات جو کسی مسلمان کے لئے تکلیف کا باعث بنے وہ اخلاقی گناہ ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ تمام مسلمان مل جل کر رہیں‘ ان کے دل میں ایک دوسرے کے لئے حسد‘ نفرت‘ بغض اور عداوت جیسے جذبات نہ ہوں بلکہ ایک دوسرے کے لئے محبت و مودت اور ایثار و قربانی کے جذبات ہوں تاکہ زندگی پُرسکون اور باہمی کشمکش و خطرات سے پاک و صاف رہے۔

غیر مسلموں کے حقوق:

حقوق کے معاملہ میں حد یہ ہے کہ اسلام نے مسلمانوں کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں کے بھی حقوق متعین کئے ہیں‘ تاکہ جہاں مسلم اور غیر مسلم ایک ساتھ رہتے ہوں وہاں بھی ان کی زندگی خوشگوار گزرے۔

قرآن کریم میں فرمایا گیا:

”اللہ تمہیں اس بات سے نہیں روکتا کہ تم ان لوگوں کے ساتھ نیکی اور انصاف کا برتاؤ کرو‘ جنہوں نے دین کے معاملہ میں تم سے جنگ نہیں کی ہے اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہیں نکالا ہے‘ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔“ (الممتحنہ:۸)

سورۂ مائدہ میں اللہ رب العزت نے فرمایا:

”اے ایمان والو! اللہ کے لئے سچائی پر قائم رہنے والے اور انصاف کی گواہی دینے والے بنو‘ کسی قوم کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کردے کہ انصاف سے پھر جاؤ‘ انصاف کرو‘ انصاف تقویٰ سے زیادہ قریب ہے۔“ (المائدہ:۸)

غیر مسلموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہئے‘ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مخلوق اللہ کا خاندان ہے‘ اللہ کو وہی شخص پسند ہے جو اس کے خاندان کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو انسانوں پر رحم نہیں کرتا‘ اس پر اللہ تعالیٰ بھی رحم نہیں کرے گا۔ (بخاری)

پڑوسی اگر غیر مسلم بھی ہے تو اس کے بھی بحیثیت پڑوسی ہونے کے ہم پر حقوق واجب ہیں اور اگر وہ پڑوسی نہیں تب بھی ہماری ذمہ داری ہے کہ اجتماعی یا انفرادی پریشانی میں ان کی مدد کریں‘ ان کے ساتھ حسن سلوک کریں‘ اگر وہ ضرورت مند ہوں تو ان کی ضرورت کو پورا کریں تاکہ وہ مسلمانوں کے اچھے عمل سے اسلام کی طرف راغب ہوں۔ آج مسلمانوں میں اس چیز کی بے حد کمی ہے‘ وہ اسلام کا پیغام عملی یا قولی کسی بھی صورت سے پیش کرنے سے قاصر ہیں‘ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ غیر مسلموں کے دلوں میں مسلمانوں اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے شکوک و شبہات پہنچتے رہتے ہیں‘ جس کا انجام فسادات کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو اس پر غور کرنا چاہئے اور ان تک اسلام کا پیغام خواہ عملی ہو یا قولی بہر صورت پہنچانا فرض ہے۔

قرآن کریم میں یہی فرمایا گیا:

”کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنکر.“ (آل عمران:۱۱۰)

ترجمہ: ”تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لئے برپا کی گئی ہو‘ معروف کا حکم دیتے ہو اور منکر سے روکتے ہو۔“

لہٰذا آج کے دور میں اگر ہمارے لئے قولی طور پر غیر مسلموں کے پاس دعوت اسلام لے کر جانا مشکل ہے تو کم از کم اپنے اخلاق اور حسن عمل کے ذریعہ انہیں اسلام کی دعوت تو دینا ممکن ہے‘ اس طرح معاشرہ جو اس وقت ذہنی اور نفسیاتی الجھنوں اور خطرات و بداعتمادی کا گہوارہ بنا ہوا ہے‘ اس سے تو کسی حد تک چھٹکارا مل سکتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اسلام میں اللہ تعالیٰ کے حقوق اور بندوں کے حقوق کو یکساں اہمیت حاصل ہے۔ لہٰذا دونوں قسم کے حقوق ادا کرنے کی فکر کرنی چاہئے‘ اللہ تعالیٰ کے حقوق میں اگر کمی رہ جائے گی تو خدائے رحمن و رحیم سے قوی توقع ہے کہ وہ ہماری اس کوتاہی سے درگزر فرمائیں گے‘ مگر بندے کے حقوق میں کوتاہی کی گئی تو اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا‘ جب تک کہ بندہ خود نہ معاف کردے۔ اس لئے بندوں کے حقوق ادا کرنے کے سلسلہ میں ہمیں مجتہد ہونا چاہئے۔

☆☆............☆☆

حضرات صحابہ کرامؓ ہدایت کے چراغ

یہ دنیا دارالعمل ہے۔ ہست و نیست کی اس رزم گاہ میں قدم قدم پر انسان کو آزمائش اور امتحان سے گزرنا پڑتا ہے:

"اس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے عمل کے لحاظ سے کون بہتر ہے۔" (الملک:۲)

امتحان کوئی سا ہو اس میں کامیابی کا بھی امکان ہوتا ہے اور ناکامی کا بھی۔ مثل مشہور ہے : "عند الامتحان یکرم الرجل او یھان" مگر وہ خوش نصیب انسان' جنہیں ایمان کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی سعادت میسر آئی اور ایمان کی دولت ہمراہ لے کر اس دنیا سے رخصت ہوئے جنہیں "صحابہ" یا "اصحاب" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے' ان حضرات نے جس انقیاد و اطاعت' تسلیم و رضا' سرافگنی اور جاں فروشی کا ثبوت دیا' اس کی وجہ سے انہیں کامیابی ہی کامیابی نصیب ہوئی۔

"وہی ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے آزما لیا ہے تقویٰ کے لئے' ان کے لئے بخشش اور بہت بڑا ثواب ہے۔"

(سورۂ حجرات:۳)

انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رضامندی اور خوشنودی کا سرٹیفکیٹ ملا:

"جو لوگ سبقت کرنے والے ہیں' مہاجرین اور انصار میں سے اور جو لوگ نیکی میں ان کے پیچھے پیچھے چلے' اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے۔" (التوبہ:۱۰۰)

پھر اس خوشنودی اور رضامندی کے نتیجے میں انہیں من پسند اور لازوال نعمتوں کے گھر (یعنی بہشت) کا مژدہ سنایا گیا:

"اللہ تعالیٰ انہیں ایسی بہشتوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی' وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے' اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے خوش ہوئے' وہ اللہ کا گروہ ہے' سن لو کہ اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہونے والا ہے۔" (المجادلہ)

پھر یہی نہیں کہ وہ خود ہی کندن بن گئے' بلکہ

مولانا محمد عبداللہ

انہوں نے پارس پتھر کا کام دیا' جو ان سے جڑ گیا' وہ بھی زر خالص بن گیا' یہ سب نتیجہ تھا آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کا۔

صحابہ کرامؓ میں فرق مراتب:

یوں تو صحابہ کرامؓ سب کے سب وہ مثالی انسان تھے' جو نبوت کے نیر اعظم سے نورانیت حاصل کرکے سپہر علم و عمل پر طلوع ہوئے اور انہوں نے دنیا کو تابانی بخشی:

آج ان ذروں کو بھی ناز اپنی تابانی پہ ہے
تیرے در کا نقش سجدہ جن کی پیشانی پہ ہے

مگر کتاب و سنت کی رو سے پھر ان میں فرق مراتب پایا جاتا ہے' چنانچہ قرآن پاک کی رو سے وہ صحابہ کرامؓ جو فتح مکہ سے پہلے اسلام لائے' انہیں بعد والوں پر برتری حاصل ہے:

ارشاد ربانی ہے:

"تم میں سے وہ لوگ' جنہوں نے فتح (مکہ) سے پہلے خرچ کیا اور لڑے وہ برابر نہیں ہیں' وہ درجے میں ان لوگوں سے بڑے ہیں' جنہوں نے بعد میں خرچ کیا اور لڑے' (ویسے) ہر ایک سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ کیا ہے۔" (سورۂ حدید)

پھر فتح مکہ سے پہلے والوں میں بھی کئی مدارج ہیں' سب سے اونچا درجہ اصحاب بدر کا ہے' پھر اصحاب احد کا' بعد ازاں اصحاب حدیبیہ کا (جنہوں نے بیعت رضوان کی)۔ انہی مدارج اور مراتب کے لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کے حق میں بشارتیں سنائی ہیں' یہ بشارتیں دو قسم کی ہیں' ایک تو وہ جو عمومی اور اجتماعی نوعیت کی ہیں' دوسری وہ جو خصوصی اور انفرادی شکل کی ہیں' چند عمومی بشارتیں یہاں درج کی جاتی ہیں۔

تمام صحابہ کرامؓ کے بارے میں عمومی بشارت:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کسی ایسے مسلمان کو' جس نے مجھے دیکھا' جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی اور

نہ اس کو جس نے میرے دیکھنے والے کو
دیکھا۔" (ترمذی ص۲۲۶ ج۲)

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ امام ابن حزمؒ سے نقل کرتے ہیں:

"صحابہؓ سب کے سب یقینی طور پر جنتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

جن لوگوں کے بارے میں ہماری طرف سے بھلائی (کا وعدہ) پیشگی ہو چکا ہے' وہ اس (جہنم) سے دور رکھے جائیں گے۔ اس کی بھنک تک نہیں سنیں گے اور وہ اپنی من پسند نعمتوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (قیامت کے دن کی) بڑی گھبراہٹ انہیں پریشان نہیں کرے گی اور فرشتے ان کا استقبال کریں گے۔"

(سورۃ حج)

"تو ثابت ہو گیا کہ سب کے سب صحابہؓ جنتی ہیں اور ان میں سے کوئی بھی آگ میں نہیں جائے گا۔"

(الاصابہ ص:۱۰ ج۱)

ایک کور چشم کے لئے حسن و جمال کی پوری کائنات معطل ہے' پھولوں کی رنگت' کوہ کی بلند قامتی' سمندر کی پہنائی' صحرا کی وسعت اور طیور کی خوبصورتی سب بے کار اور بے معنی ہیں۔ ایک بہرے کے لئے بلبل کے گیت' کوئل کی کوک' فاختہ کی خوش الحانی اور قمری کے نغمے سب لغو اور لاحاصل ہیں۔ اسی طرح اگر کسی عقل کے اندھے کو حضرات صحابہؓ کے محاسن اور کمالات نظر نہیں آتے تو اس کے بارے میں اس کے سوا کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ:

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ؟

اگر نوجوان طلبا علم یورپ سے درآمد شدہ ہسٹری کو پڑھ کر یا بدنیت مستشرقین کی لکھی ہوئی تاریخ کو پڑھ کر اپنے دلوں میں حضرات صحابہ کے حق میں کچھ بدگمانی رکھتے ہیں تو ہم ان سے کہیں گے:

جمال و حسن یوسف را چہ دانند اخوانش
زلیخا پرس از وے کہ صد شرح و بیاں دارد

حسن یوسف کی دلفریبیوں کے بارے میں پوچھنا ہو تو ان کے بھائیوں سے نہ پوچھو' زنان مصر کو چھیڑ کر دیکھو جو ایک جھلک دیکھتے ہی اپنے ہاتھ کٹوا بیٹھی تھیں۔ صحابہؓ کے حالات مسلمان سیرت نگاروں سے پوچھو' نہ کہ مغربیت زدہ مستشرقین سے۔

اصحاب حدیبیہ کے بارے میں بشارت:

حدیبیہ کے مقام پر تقریباً ڈیڑھ ہزار صحابہؓ نے ایک درخت کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی تھی۔ ان حضرات کو اصحاب حدیبیہ بھی کہا جاتا ہے' اصحاب بیعت الرضوان بھی اور اصحاب الشجرہ بھی' ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی' انشاء اللہ ان میں سے کوئی بھی دوزخ میں نہیں جائے گا۔"

(مسلم ص:۳۰۳' ترمذی ص:۲۲۶ ج۲)

ترمذی شریف میں ایک اور حدیث ان الفاظ سے موجود ہے:

"جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی' وہ ضرور بہشت میں داخل ہوں گے لیکن سرخ اونٹ والا نہیں ہوگا۔"

(ترمذی ص:۲۲۶)

یہ سرخ اونٹ والا ایک منافق تھا اور اس نے بیعت بھی نہیں کی تھی' حالانکہ وہاں موجود تھا' مؤرخین نے اس کا نام جد بن قیس بتایا ہے' یہ ایک اونٹ کی اوٹ میں چھپ رہا تھا۔

اصحاب بدر کے بارے میں:

بدر کا معرکہ' پہلا معرکہ ہے' جس میں مسلمان' مشرکین کے مقابلے میں صف آراء ہوئے۔ وہ لوگ مسلمانوں کے مقابلے میں تعداد کے لحاظ سے سہ چند تھے' جنگی ساز و سامان سے لیس تھے' جبکہ ادھر مجاہدین کی تعداد کم تھی اور ساز و سامان نہ ہونے کے برابر' بظاہر کوئی امید افزا چیز نہ تھی' توحید کے علم بردار صرف دلوں میں ایمان لے کر اللہ کی نصرت پر بھروسہ کرتے ہوئے میدان میں اترے تھے۔ جنگ ہوئی اور پوری آب و تاب سے ہوئی۔ حق کو فتح ہوئی اور باطل کو شکست' قرآن پاک میں اس دن کا نام "یوم الفرقان" رکھا گیا ہے۔ ۳۱۳ صحابہ کرام جو اس غزوہ میں شریک ہوئے خاص شان کے مالک شمار ہیں۔ کتب حدیث میں کسی صحابی کے بارے میں "وکان بدریا" لکھا ہوا ہو تو یہ اس کی عظمت شان کی دلیل ہوگی اور اس کی منقبت کا بیان ہوگا۔ قرآن مجید میں ایک پیغمبر حضرت شموئیل علیہ السلام کے جہاد کا ذکر ہے' جس میں جناب طالوت کو حاکمانہ اختیارات ملے تھے' اس میں بھی مجاہدین کی تعداد ۳۱۳ تھی۔

حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ ایک بدری صحابیؓ ہیں۔ ان سے کوئی سیاسی غلطی سرزد ہوگئی تھی۔ حضرت عمرؓ سراپا غیرت تھے' وہ اتنے غصے میں آگئے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاطب کی گردن اڑا دینے کی اجازت چاہی' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمرؓ! شاید تمہیں معلوم نہیں' اللہ تعالیٰ نے تو اہل بدر سے یہاں تک فرما دیا ہے:

"تم جو چاہو کرتے رہو' تمہارے لئے جنت واجب ہو چکی ہے۔"

(بخاری ص:۵۶۷)

یہ سنتے ہی حضرت عمرؓ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور وہ کہنے لگے: "اللہ ورسولہ اعلم۔"

قارئین کی دلچسپی کے لئے یہاں پر ایک اور علمی مضمون کی طرف اشارہ کر دینا مناسب ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت صرف اس امت کے لئے نہیں ہے' بلکہ آپؐ پوری انسانیت کے لئے نبی ہیں۔ آپؐ نبی الانبیاء ہیں اور حضرات انبیاء سابقین کے توسط سے ان تمام امتوں کے بھی نبی ہیں۔ اس طرح آپؐ پر ایمان لانے والوں کی دو جماعتیں بن جاتی ہیں:

الف:...... ایک جماعت انبیاء علیہم السلام کی ہے جن کی تعداد مشہور روایت کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔

دوسری طرف صحابہ کرامؓ ہیں' مشہور قول کے مطابق ان کی تعداد بھی ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔

ب:...... اس جماعت انبیاء میں ۳۱۳ نبی مرسل ہیں۔ صحابہ میں سے ۳۱۳ اصحاب بدریین ہیں۔

ج:...... پھر ان رسل میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ چار حضرات اولوالعزم رسول ہیں۔ ادھر چار حضرات خلفائے راشدین ہیں۔

بحری مجاہدین کے بارے میں:

جزیرۃ العرب' ریگستانی علاقہ ہے' صحرائی لوگ طبعاً بحری سفر سے گھبراتے ہیں' اس کے نشیب وفراز سے ناواقف ہوتے ہیں' اس لئے سمندر میں سفر کرنا پسند نہیں کرتے' جو مجاہدین سب سے پہلے اسلامی پرچم لے کر بحری سفر پر نکلے ہوں گے یقیناً انہیں گوناگوں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہوگا اور وہ اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر ہی نکلے ہوں گے' اس لئے وہ خصوصی انعام و اکرام کے مستحق ٹھہرے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"میری امت کا پہلا لشکر جو بحری سفر کرکے جہاد کو نکلے گا' اس کے مجاہدین نے اپنے آپ کو جنت کا مستحق بنالیا۔"

(بخاری ص:۴۱۰)

واضح رہے کہ پہلا بحری بیڑہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں والی شام حضرت معاویہؓ نے اپنی سرکردگی میں تیار کرایا' اور جزیرہ قبرص کی طرف سفر کرکے اسے فتح کرلیا۔

مجاہدین قسطنطنیہ کے بارے میں:

قسطنطنیہ طلوع اسلام کے وقت قیصر روم کا مستقر تھا۔ اس وقت رومی سلطنت کی وہی حیثیت تھی جو آج کی ترقی یافتہ دنیا میں امریکہ کی ہے۔ وہ سپر پاور شمار ہوتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سلاطین اور امراء سلطنت کو تبلیغی خطوط بھجوائے تو قیصر روم نے اسلام تو قبول نہیں کیا' مگر ویسے اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نامہ گرامی کا احترام کیا۔ حضرت ابوسفیانؓ (جو اس وقت تک مشرف باسلام نہیں ہوئے تھے' ان سے اس کا مکالمہ اور سوال وجواب تاریخ کی کتابوں میں موجود ہیں) کئی علاقے' عہد خلافت راشدہ میں مسلمانوں نے رومیوں سے لے لئے تھے' شام' فلسطین' حمص وغیرہ اسی دور میں فتح ہوئے تھے۔ قسطنطنیہ کا فتح کرنا' سفری مشکلات' عسکری مسائل وغیرہ کے لحاظ سے جوئے شیر لانے کے مترادف تھا' اس لئے مجاہدین کی پہلی کھیپ جو اس طرف روانہ ہوتی وہ اجر خاص کی مستحق تھی۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی:

"امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر کا رخ کرے گا' اس کے سپاہیوں کو بخش دیا گیا۔"

(بخاری ص:۴۱۰)

یہ پہلا لشکر' حضرت معاویہؓ کے دور خلافت میں قسطنطنیہ گیا تھا۔ حضرت ابو ایوب انصاریؓ (جنہیں میزبان رسول ہونے کی فضیلت حاصل ہے) بھی اس لشکر میں شامل تھے' اس وقت یہ شہر فتح تو نہیں ہوا لیکن اس واقعہ سے رومیوں کا زور بہت حد تک ٹوٹ گیا اور نتیجتاً سپر پاور عیسائی رومیوں کے ہاتھوں سے نکل کر مسلمانوں کے پاس چلی گئی۔ رومی دارالسلطنت کی فتح کسی اور مسلمان بادشاہ کا مقدر تھی' چنانچہ یہ اعزاز سلطان محمد فاتح مرحوم کو حاصل ہوا کہ اس نے بڑی عقل مندی' بہادری اور حربی تدابیر سے کام لے کر ۸۵۷ھ میں اس شہر کو فتح کرلیا۔

اسلامی فتوحات میں صحابیؓ کا حصہ:

صحابہ کرامؓ نہایت دلیر' بہادر اور نڈر سپاہی تو تھے ہی' ان کے مجاہدانہ کارناموں کی بدولت مملکت اسلامیہ تھوڑے عرصے میں دور دور تک پھیل گئی۔ اس کے علاوہ ان کا وجود سراپا برکت اور فتح مندی کا باعث تھا۔ بخاری اور مسلم میں ایک حدیث درج ذیل مضمون کی آئی ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ جماعتیں جہاد کے لئے نکلیں گی' وہ پوچھیں گے: کیا تم میں رسول اللہ کا کوئی صحابی موجود ہے؟ جواب ملے گا: ہاں! تو اس صحابی کی بدولت فتح ہوگی۔

پھر دوسرا دور آئے گا' لوگ جہاد کے لئے روانہ ہوں گے اور پوچھیں گے: کیا تم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب

کا کوئی ساتھی موجود ہے؟ جواب میں کہا جائے گا: ہاں! تو اس تابعی کی برکت سے فتح ہو جائے گی۔

تیسرا دور آئے گا' لوگ نکلیں گے تو پوچھیں گے: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو دیکھنے والے کا دیکھنے والا (یعنی تبع تابعی) موجود ہے؟ کہا جائے گا: ہاں! تو اس کی برکت سے بھی فتح ہوگی۔" (بخاری و مسلم وغیرہ)

بخاری شریف میں ایک اور روایت آئی ہے جو تقریباً اسی مضمون کی ہے' وہ اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیک لوگ' ایک ایک کر کے رخصت ہوتے جائیں گے' باقی ردی اور بے کار لوگ رہ جائیں گے جس طرح کہ جو کا بیکار حصہ (چھلکا وغیرہ) ہوتا ہے' اللہ تعالیٰ ان کی کوئی پروا نہیں کرے گا (گویا برکت ختم ہو جائے گی)۔

تاریخ کے طالب علم غور سے تاریخ کا مطالعہ کریں تو انہیں نظر آئے گا کہ جو علاقے عہد صحابہؓ میں فتح ہو کر بلاد اسلامیہ میں شامل ہوئے' وہ آج بھی مسلمانوں کے قبضہ میں ہیں۔ صحابہ کا کوئی مفتوحہ علاقہ' چاہے اسلامی نظام مملکت وہاں نافذ نہ ہو' مسلمانوں کے حیطۂ اقتدار سے خارج نہیں ہوا۔ یہ حقیقت حضرات صحابہ کی بلندیٔ مرتبہ کی بین دلیل ہے۔

قیامت کے روز صحابہؓ کی افادیت:

صحابہ کرامؓ کی برکت اور افادیت صرف جہاں گیری اور جہاں داری تک ہی محدود نہیں ہے' بلکہ ان کی حقیقی برکت تو اس دن ظاہر ہوگی جس روز: "قلوب یومئذ واجفة ابصارها ... بے سود ہو کر رہ جائیں گے' اس روز ... کارآمد ہوگی اور کسی کی قیادت' نجات کا ذریعہ ثابت ہوگی تو وہ صحابہ کرامؓ کی قیادت اور نورانیت ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میرا کوئی صحابی کسی سرزمین میں فوت ہوگا تو قیامت کے روز وہ ان کے لئے پیش رو اور نور بن کر قبر سے اٹھے گا۔" (ترمذی ص ۲۲۹ ج ۲)

محولہ بالا آیات اور احادیث سے حضرات صحابہ کرامؓ کی جلالت شان اور علو مرتبت بالکل واضح ہے' دنیا و آخرت میں ان کے مقام بلند اور دوسروں کے لئے باعث برکت ہونے کی تصریح ہے۔ خوش نصیب ہے وہ انسان جو ان کی مدح سرائی میں رطب اللسان رہتا ہے اور بدنصیب و تیرہ بخت ہے وہ جو ان کی شان میں ہرزہ سرائی کرتا ہے۔

صحابہؓ کے بارے میں خصوصی بشارتیں:

کتب حدیث و سیرت میں بہت سے صحابہ کرامؓ کے حق میں خصوصی بشارتیں موجود ہیں۔ عشرہ مبشرہ کی مشہور اسلامی اصطلاح کی وجہ سے عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ یہی دس حضرات ہیں جن کے بارے میں نام لے کر فرداً فرداً جنتی ہونے کی خوشخبری دی گئی ہے یا زیادہ سے زیادہ ان کے ساتھ "سیدۃ نساء اہل الجنۃ" حضرت فاطمۃ الزہراؓ اور "سید الشباب اہل الجنۃ" حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کو ملا لیا جاتا ہے' حالانکہ یہ خیال بالکل غلط ہے۔ عشرہ مبشرہ کی اصطلاح تو اس وجہ سے مشہور ہوگئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں بیک وقت ان دس حضرات کے ... جن کے بارے میں اعزاز ...

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے تو کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرامؓ موجود تھے' سینکڑوں شہادت کے بلند رتبہ پر فائز ہو چکے تھے' بہت سے وفات پا چکے تھے' ان میں سے کتنے حضرات ایسے ہیں جن کے مآثر اور فضائل سے طویل دفاتر مرتب ہو سکتے ہیں اور بڑے خوش نصیب ہیں وہ ائمہ اور علماً جنہوں نے اس سلسلہ میں گراں مایہ خدمات انجام دیں۔

چنانچہ امام ابن عبدالبر کی الاستیعاب فی معرفۃ الصحاب' امام ابن کثیر کی البدایہ والنہایہ' علامہ ابن اثیر کی اُسد الغابہ' علامہ ابن حجر کی الاصابہ فی تمیز الصحابہ اس موضوع پر نہایت ہی قابل قدر تصنیفات ہیں۔

سیر الصحابہ دور حاضر کی بہترین تالیفات میں سے ہیں۔ حیاۃ الصحابہ مصنفہ حضرت مولانا محمد یوسف دہلوی ایک شاہکار تالیف ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام کا قدسی طائفہ تو "من اولھم الی آخرھم" بہشتی نور تھا۔ تفسیر مظہری میں لکھا ہے:

"قد انعقد الاجماع علی ان الصحابة کلهم عدول و کلهم مغفورلهم." (ص: ۳۸ ج ۹)

"علماً امت کا اس پر اجماع ہو چکا ہے کہ صحابہ کرامؓ سب کے سب راست باز ہیں اور سب کے سب بخشے ہوئے ہیں۔"

☆☆..........☆☆

Tasty
کنول
میٹھا پان مصالحہ
ٹیسٹی کا Taste سب کی پسند

موجودہ حالات میں کامیابی کی کلید

مولانا سید محمد الحسنی

ماضی قریب کا ایک واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ ایک جگہ سخت وبا پھوٹ پڑی اور لوگوں میں تیزی سے دہشت اور سراسیمگی پھیلنے لگی، ایسی حالت میں ایک صاحب گھبرائے ہوئے ایک صاحب دل کے پاس آئے اور اپنی گھبراہٹ اور اندیشہ کا اظہار کرنے لگے، ان صاحب نے ان کی حالت دیکھ کر کہا کہ آخر اس قدر پریشانی کی کیا بات ہے؟ گھوڑا تو نہیں چھوٹ گیا ہے؟ ان کا مطلب یہ تھا کہ اگر گھوڑے کی لگام ہاتھ میں ہے اور اللہ تعالیٰ یہ چیز دیکھ رہا ہے، سن رہا ہے اور اس کی مرضی اور مشیت اور حکمت کے مطابق سارے کام ہو رہے ہیں، وہ رحیم بھی ہے، علیم بھی ہے، حکیم بھی ہے اور قدیر بھی ہے تو پھر گھبرانے، پریشان ہونے اور ہمت ہار دینے کا کیا موقع ہے؟ ان صاحب کا بیان ہے کہ اس مختصر جملہ نے آنکھیں کھول دیں اور ایسا محسوس ہوا جیسے دل کا بوجھ اتر گیا۔

ہمارے موجودہ حالات، مسائل، دشواریوں، خطرات اور اندیشوں کے لئے یہ ایک ایسا نسخہ کیمیا اور ید بیضا ہے جس کے سامنے مایوسی کے مہیب سے مہیب بادل ایک لمحہ کے لئے نہیں ٹھہر سکتے، اور جس کے سامنے بڑی حفاظتی تدبیریں اور انتظامات اور مادی وسائل و اسباب بالکل ہیچ اور بے اثر نظر آتے ہیں یہ: "اذا اراد شیئاً ان یقول له کن فیکون" کی طاقت ہے، جس کے بعد حالت بدلنے بلکہ زمین و آسمان بدل جانے میں کسی تاخیر کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا، لیکن اس طاقت کو اپنی طرف متوجہ کرنے اور اس کی حمایت حاصل کرنے کے لئے سب سے زیادہ دو چیزوں کی ضرورت ہے: (۱) اعتماد علی اللہ اور (۲) تعلق مع اللہ، خدا پر یہ اعتماد کہ وہ ہم کو ضائع نہیں فرمائے گا، کسی ظالم اور جابر حکومت کو ہم پر مسلط نہیں کرے گا، ہم کو ذلت اور غلامی سے محفوظ رکھے گا، قرآن مجید کا ارشاد ہے:

"وہی ہے جو مضطر کی پکار سنتا ہے اور مصیبت دور کرتا ہے، اور تم کو زمین پر اپنا خلیفہ اور وارث مقرر کرتا ہے۔"

ایک جگہ ارشاد ہے:

"کہا تمہارے رب نے: مجھ سے دعا کرو، میں قبول کروں گا، بے شک جو لوگ میری عبادت سے ترفع کرتے ہیں وہ جہنم میں داخل ہوں گے ذلیل ہو کر اور ہم اس کی رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔"

حدیث شریف میں آیا ہے:

"انا عند حسن ظن عبدی بی"

(میں اپنے بندہ کے نیک گمان کے مطابق ہوں)

دوسری حدیث میں آتا ہے کہ اگر بندہ اپنی تدبیروں پر بھروسہ کرتا ہے اور اپنی سمجھ کے بل بوتے پر اپنے لئے راستہ بناتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی فکر نہیں ہوتی۔

اور ایک حدیث کے الفاظ میں:

"فلا یبالی بای واد هلک."

"اس کو اس کی ذرا بھی پرواہ نہیں ہوتی کہ وہ کس وادی میں جا کر ہلاک ہو گیا۔"

چند آیات اور احادیث ہی تک محدود نہیں، سارا قرآن اور حدیث اعتماد و توکل کی اہمیت اور اس کی برکتوں اور اثرات کے ذکر اور اس کے خلاف کرنے پر وعیدوں سے بھرا ہوا ہے، اور اس پر اتنا زور دیا گیا ہے کہ توحید رسالت کے بعد سب سے زیادہ اہمیت اسی کی معلوم ہوتی ہے۔

باقی صفحہ20پر

مسیح قادیان اور اس کے حواری

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

"درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔" یہ ایک خدا کے صادق نبی کا قول ہے اور درحقیقت ایک بہت سچی بات ہے۔

اگر ایک شخص خود راستی پر نہیں بلکہ وہ کذاب اور مفتری ہے اور اس میں خود قوت قدسی نہیں بلکہ وہ ایک گمراہ کنندہ آدمی ہے جو مکر و فریب سے لوگوں کا مال کھاتا ہے اور خدا پر گند کے افترا پر منہ مارتا ہے تو وہ دوسروں میں راستی کی روح کیونکر پھونک سکتا ہے؟ اور ان کو گندوں سے کیونکر پاک کر سکے گا؟

مرزا صاحب کی صداقت یا غیر صداقت پرکھنے کے لئے آسان نسخہ یہی راہ ہے کہ جس جماعت کو وہ تیار کر کے چھوڑ گئے ہیں اس جماعت کو دیکھو کہ اس کی کیا حالت ہے؟ (مصنفہ مسٹر محمد علی ایم اے مندرجہ ریویو آف ریلیجنز قادیان جون جولائی ۱۹۰۸ء)

یہ مرزا غلام احمد قادیانی کے جاں نثار صحابی اور امیر جماعت احمدیہ لاہور مسٹر محمد علی ایم اے کے الفاظ ہیں "ریویو آف ریلیجنز قادیان" جناب مرزا صاحب نے ۱۹۰۱ء میں جاری کیا تھا اور مسٹر محمد علی کو اس کا ایڈیٹر مقرر کیا تھا۔ ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا صاحب اس عالم مکر و فریب سے رخصت ہوئے تو چونکہ ان کے بہت سے الہامی خواب تشنہ تعبیر تھے بہت سے دعوے محض دعوے تھے بہت سے مقاصد نامکمل تھے (اور آج ایک صدی بعد بھی اس صورت حال میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی) اس لئے قادیانی امت کو جوابدہی کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ مرزا صاحب کی وفات کے بعد جون جولائی ۱۹۰۸ء کا جو "ریویو" نکلا تھا اس کے بیشتر مضامین اس جوابدہی پر مشتمل تھے حکیم نور دین صاحب حکیم محمد احسن امروہوی اور مولوی محمد علی صاحب نے اپنے اپنے رنگ میں مرزا صاحب کی قبل از وقت وفات پر تبصرہ کیا اور ان اعتراضات کو اٹھانے کی کوشش کی جو مرزا صاحب کی وفات سے ان کی ذات پر وارد ہو سکتے تھے۔ مندرجہ بالا اقتباس ریویو کے اسی شمارے میں مندرج محمد علی ایم اے کے مضمون سے ماخوذ ہے جس کا عنوان ہے: "حضرت مسیح موعود کے وصال پر چند مختصر نوٹ" (دیکھئے جلد ۷ صفحہ ۲۸۴)

مسٹر محمد علی صاحب نے مرزا صاحب کی صداقت کو پرکھنے کا جو آسان راستہ بتایا ہے آج ہم اس پر چند قدم چل کر مرزا صاحب کی صداقت کا جائزہ لینا چاہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں وہ روایت بھی پیش نظر رکھنی چاہئے جو مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے نے "سیرۃ المہدی" میں درج کی ہے وہ لکھتے ہیں کہ

ایک بار مسٹر محمد علی صاحب کا مرزا صاحب کے مقدس خسر جناب میر ناصر نواب صاحب سے کچھ اختلاف ہوا تو میر صاحب نے مرزا صاحب سے شکایت کی۔ مسٹر محمد علی صاحب نے اس شکایت پر مرزا صاحب سے مؤدبانہ احتجاج کیا تو مرزا صاحب نے فرمایا کہ میر صاحب نے کچھ کہا تو تھا مگر وہ اپنے خیال میں ایسے مستغرق تھے کہ انہیں کچھ خبر نہیں کہ میر صاحب نے کیا کہا تھا۔ اسی سلسلہ میں مزید فرمایا:

"چند دن سے ایک خیال میرے دماغ میں اس زور کے ساتھ پیدا ہو رہا ہے کہ اس نے دوسری باتوں سے مجھے بالکل محو کر دیا ہے بس ہر وقت اٹھتے بیٹھتے وہی خیال میرے سامنے رہتا ہے میں باہر لوگوں میں بیٹھا ہوتا ہوں اور کوئی شخص مجھ سے کوئی بات کرتا ہے تو اس وقت بھی میرے دماغ میں وہی خیال چکر لگا رہا ہوتا ہے وہ شخص سمجھتا ہوگا کہ میں اس کی بات سن رہا ہوں مگر میں اپنے اس خیال میں محو ہوتا ہوں جب میں گھر جاتا ہوں تو وہاں بھی وہی خیال میرے ساتھ ہوتا ہے غرض ان دنوں یہ خیال اس زور کے ساتھ میرے دماغ پر غلبہ پائے ہوئے ہے کہ کسی اور خیال کی گنجائش نہیں رہی وہ خیال کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ میرے آنے کی اصل غرض یہ

ہے کہ ایک ایسی جماعت تیار ہو جاوے جو سچی مومن ہو اور خدا پر حقیقی ایمان لائے اور اس کے ساتھ حقیقی تعلق رکھے اور اسلام کو اپنا شعار بنائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر کاربند ہو اور اصلاح و تقویٰ کے رستے پر چلے، اور اخلاق کا اعلیٰ نمونہ قائم کرے، تا پھر ایسی جماعت کے ذریعہ دنیا ہدایت پاوے اور خدا کا منشا پورا ہو۔ پس اگر یہ غرض پوری نہیں ہوتی تو اگر دلائل و براہین سے ہم نے دشمن پر غلبہ بھی پالیا، اور اس کو پوری طرح زیر بھی کرلیا تو پھر بھی ہماری فتح کوئی فتح نہیں، کیونکہ اگر ہماری بعثت کی اصل غرض پوری نہ ہوئی تو گویا ہمارا سارا کام رائیگاں گیا۔"

(سیرۃ المہدی صفحہ ۲۵۴ ج اول)

مرزا صاحب کا ارشاد کسی تشریح کا محتاج نہیں، ان کی بعثت کی اصل غرض ایک ایسی جماعت تیار کرنا تھی جو بقول ان کے ایمان ویقین، زہد وتقویٰ، اخلاص وللّٰہیت اور اخلاق واعمال کا بلند ترین نمونہ ہو۔ ان کی بعثت کی یہ غرض اگر پوری نہ ہو تو اگر بالفرض وہ ساری دنیا کو بھی زیر کرلیں تب بھی یہ سمجھنا چاہئے کہ ان کا سارا کام فضول، ان کی ساری کوشش بے سود اور ان کے سارے دعاوی غلط ثابت ہوئے، اب صرف یہ دیکھنا باقی رہا کہ کیا مرزا صاحب ایسی جماعت تیار کرکے اپنی بعثت کی اصل غرض کی تکمیل کرگئے یا نہیں؟ اس نکتہ پر غور کرنے کے لئے ہم قادیانی جماعت کی تاریخ کو تین ادوار پر تقسیم کرتے ہیں جنہیں قادیانی امت کے "خیر القرون" کہنا چاہئے:

پہلا دور:...... جناب مرزا صاحب کی زندگی میں جماعت کی حالت۔

دوسرا دور:...... حکیم نوردین کے زمانہ میں جماعت کا نقشہ۔

تیسرا دور:...... حکیم صاحب کے بعد جماعت کی کیفیت۔

دور اول: قادیانی جماعت، مرزا غلام احمد کی زندگی میں:

مرزا غلام احمد قادیانی نے قریباً ۱۸۸۰ء میں ملہم، مجدد اور مامور من اللہ کی حیثیت میں اپنی دعوت و دعاوی کا آغاز کیا، اور مختلف اعلانات واشتہارات کے ذریعہ خلق خدا کو قادیان آنے کی دعوت دی، اور ۱۸۸۸ء میں باقاعدہ اخذ بیعت کا اور تعلیم وتلقین کا سلسلہ شروع کیا، اس کے دو برس بعد ۱۸۹۰ء میں انہوں نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔

دعویٰ مسیحیت کے تین سال بعد ۱۸۹۳ء میں مرزا صاحب نے اپنی جماعت کے اخلاق کی جو رپورٹ قلمبند کی، وہ ان کی کتاب "شہادۃ القرآن" (روحانی خزائن ص ۳۹۴ ج ۶) کے آخر میں ملحقہ "اشتہار التوائے جلسہ" میں محفوظ ہے، اس کے چند فقرے یہاں نقل کئے جاتے ہیں، جن سے مرزا صاحب کی تیرہ سالہ محنت کی "شاندار کامیابی" کا اندازہ آسانی سے ہوسکے گا۔

بدخوئی وکج خلقی:

مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"ہم افسوس سے لکھتے ہیں کہ چند ایسے وجوہ ہم کو پیش آئے جنہوں نے ہماری رائے کو اس طرف مائل کیا کہ اب کی دفعہ اس جلسہ کو ملتوی رکھا جائے، اور چونکہ بعض لوگ تعجب کریں گے کہ اس التوا کا موجب کیا ہے؟ لہٰذا بطور اختصار کسی قدر ان وجوہ میں سے لکھا جاتا ہے:

"اول یہ کہ اس جلسہ سے مدعا اور مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر پیدا کرلیں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بالکل جھک جائیں، اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو، اور وہ زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں، اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو، اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں، لیکن اس پہلے جلسے کے بعد ایسا اثر نہیں دیکھا گیا، بلکہ خاص جلسہ کے دنوں میں ہی بعض کی شکایت سنی گئی کہ وہ اپنے بعض بھائیوں کی بدخوئی سے شاکی ہیں، اور بعض اس مجمع کثیر میں اپنے اپنے آرام کے لئے دوسرے لوگوں سے کج خلقی ظاہر کرتے ہیں، گویا وہ مجمع ہی ان کے لئے موجب ابتلا ہوگیا، اور پھر میں دیکھتا ہوں کہ جلسہ کے بعد کوئی بہت عمدہ اور نیک اثر اب تک اس جماعت کے بعض لوگوں میں ظاہر نہیں ہوا، اور اس تجربہ کے لئے یہ تقریب پیش آئی کہ ان دنوں سے آج تک ایک جماعت کثیر مہمانوں کی اس عاجز کے پاس بطور تبادل رہتی ہے، یعنی بعض آتے اور بعض جاتے ہیں، اور بعض وقت یہ جماعت سوسو

مہمان تک بھی پہنچ گئی ہے اور بعض وقت اس سے کم، لیکن اس اجتماع میں بعض دفعہ بباعث تنگی مکانات اور قلت وسائل مہمان داری ایسے نالائق رنجش اور خود غرضی کی سخت گفتگو بعض مہمانوں میں باہم ہوتی دیکھی ہے کہ جیسے ریل میں بیٹھنے والے تنگی مکان کی وجہ سے ایک دوسرے سے لڑتے ہیں..... سو ایسا ہی اجتماع بھی بعض اخلاق حالتوں کے بگاڑنے کا ایک ذریعہ معلوم ہوتا ہے۔" (مجموعہ اشتہارات ج اول ص:۴۳۹تا۴۴۰)

چال چلن اور اخلاق:

"اور جب تک یہ معلوم نہ ہو اور تجربہ شہادت نہ دے کہ اس جلسہ سے دینی فائدہ یہ ہے اور لوگوں کے چال چلن اور اخلاق پر اس کا یہ اثر ہے تب تک ایسا جلسہ صرف فضول ہی نہیں بلکہ اس علم کے بعد کہ اس اجتماع سے نتائج نیک پیدا نہیں ہوتے' ایک معصیت اور طریق ضلالت اور بدعت شنیعہ ہے۔" (ایضاً)

بھیڑیوں کی طرح:

"اور اخی مکرم حضرت مولوی نورالدین صاحب سلمہ تعالیٰ بارہا مجھ سے یہ تذکرہ کر چکے ہیں کہ ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے اب تک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاک دلی اور پرہیزگاری اور للّٰہی محبت باہم پیدا نہیں کی سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض حضرات جماعت میں داخل ہو کر اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور عہد توبہ نصوح کر کے پھر بھی ویسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں' وہ مارے تکبر کے سیدھے منہ سے السلام علیک نہیں کر سکتے' چہ جائیکہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آویں۔"
(ایضاً)

سفلہ' خود غرض' گالیاں اور نفسانی بحثیں:

"اور انہیں سفلہ اور خود غرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خود غرضی کی بنا پر لڑتے اور ایک دوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں' اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے' بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں' اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بحثیں ہوتی ہیں۔"
(ایضاً)

نفسانی لالچوں پر:

"اگرچہ نجیب اور سعید بھی ہماری جماعت میں بہت' بلکہ یقیناً دو سو سے زیادہ ہی ہیں..... لیکن میں اس وقت کج دل لوگوں کا ذکر کرتا ہوں اور میں حیران ہوتا ہوں کہ خدایا! یہ کیا حال ہے؟ یہ کون سی جماعت ہے جو میرے ساتھ ہے؟ نفسانی لالچوں پر کیوں ان کے دل گرے جاتے ہیں؟ اور کیوں ایک بھائی دوسرے بھائی کو ستاتا اور اس سے بلندی چاہتا ہے؟"
(ایضاً صفحہ:۴۴۱تا۴۴۲)

ایسی بے تہذیبی:

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہیں ہو سکتا جب تک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتی الوسع مقدم نہ ٹھہراوے..... مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں' بلکہ بعض میں ایسی بے تہذیبی ہے کہ اگر ایک بھائی ضد سے اس کی چارپائی پر بیٹھا ہے تو وہ سختی سے اس کو اٹھانا چاہتا ہے' اور اگر نہیں اٹھتا تو چارپائی کو الٹا دیتا ہے' اور اس کو نیچے گراتا ہے' پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا اور وہ اس کو گندی گالیاں دیتا ہے اور تمام بخارات نکالتا ہے۔" (ایضاً)

ان سے درندے اچھے:

"یہ حالات ہیں جو اس مجمع میں مشاہدہ کرتا ہوں' تب دل کباب ہوتا اور جلتا ہے' اور بے اختیار دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اگر میں درندوں میں رہوں تو ان بنی آدم سے اچھا ہے۔" (ایضاً)

میں تھک گیا:

"میں کہتے کہتے ان باتوں کو تھک گیا کہ اگر تمہاری یہی حالتیں ہیں تو پھر تم میں اور غیروں میں فرق ہی کیا ہے؟ لیکن یہ دل کچھ ایسے ہیں کہ توجہ نہیں کرتے اور ان آنکھوں سے مجھے بینائی کی توقع نہیں' لیکن خدا اگر چاہے۔ اور میں تو ایسے لوگوں سے اس دنیا اور آخرت میں بیزار ہوں' اگر میں صرف اکیلا کسی جنگل میں ہوتا تو

میرے لئے ایسے لوگوں کی رفاقت سے بہتر تھا۔" (ایضاً ص:۴۴۴)

شوق پورا نہ ہوا:

"میری جان اس شوق سے تڑپ رہی ہے کہ کبھی وہ بھی دن ہو کہ اپنی جماعت میں بکثرت ایسے لوگ دیکھوں جنہوں نے درحقیقت جھوٹ چھوڑ دیا اور ایک سچا عہد اپنے خدا سے کرلیا کہ وہ ہر ایک شر سے اپنے تئیں بچائیں گے اور تکبر سے جو تمام شرارتوں کی جڑ ہے بالکل دور جا پڑیں گے اور اپنے رب سے ڈرتے رہیں گے مگر ابھی تک بجز خاص چند آدمیوں کے ایسی شکلیں مجھے نظر نہیں آتیں۔" (مجموعہ اشتہارات جلد اول ص:۴۴۵ طبع ربوہ)

یہ مرزا صاحب کی تیرہ سالہ محنت سے تیار کردہ جماعت کا وہ نقشہ تھا جو خود مرزا صاحب کے قلم نے مرتب کیا' اس کے ملاحظہ سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ تیرہ برس تک مرزا صاحب کے دم عیسوی کی تاثیر نے ان کے ہاتھ پر توبہ نصوح کرنے والوں میں کیا تبدیلی پیدا کی؟ اب مرزا صاحب کے آخری دور کی شہادت ملاحظہ فرمایئے: "براہین احمدیہ حصہ پنجم" (روحانی خزائن ج۲۱) ان کی آخری تصنیف ہے' جس کی تصنیف سے فارغ ہونے کے چند دن بعد ان کا انتقال ہوگیا' اور کتاب ان کی وفات کے بعد چھپ سکی' اس میں مرزا صاحب نے اپنی جماعت کے بارے میں جو رائے ظاہر فرمائی ہے وہ انہی کے الفاظ میں یہ ہے:

جیسے کتا مردار کی طرف:

"بیعت کے معنی بیچ دینے کے ہیں۔ پس جو شخص درحقیقت اپنی جان اور مال اور آبرو کو اس راہ میں بیچتا نہیں' میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ خدا کے نزدیک بیعت میں داخل نہیں' بلکہ یہ دیکھتا ہوں کہ ابھی تک ظاہری بیعت کرنے والے بہت ایسے ہیں کہ نیک ظنی کا مادہ بھی ہنوز ان میں کامل نہیں' اور ایک کمزور بچے کی طرح ہر ایک ابتلا کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں اور بعض بدقسمت ایسے ہیں کہ شریر لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں' اور بدگمانی کی طرف ایسے دوڑتے ہیں جیسے کتا مردار کی طرف' پس میں کیونکر کہوں کہ وہ حقیقی طور پر بیعت میں داخل ہیں۔ مجھے وقتاً فوقتاً ایسے آدمیوں کا علم بھی دیا جاتا ہے' مگر اذن نہیں دیا جاتا کہ ان کو مطلع کروں۔ کئی چھوٹے ہیں جو بڑے کئے جائیں گے اور کئی بڑے ہیں جو چھوٹے کئے جائیں گے۔ پس مقام خوف ہے۔" (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۸۷ روحانی خزائن ج۲۱ ص۱۱۴)

گویا قادیانی جماعت میں اخلاق عالیہ تو کیا پیدا ہوتے؟ بقول مرزا صاحب کے ان میں نیک ظنی کا مادہ بھی ان کی وفات تک کامل نہ ہوا' بلکہ وہ بدظنی کی طرف اس طرح دوڑتے ہیں جیسے کتا مردار کی طرف!

جناب مرزا صاحب نے اپنی جماعت کی بدگمانی اور بدظنی کے جس مرض کی طرف اشارہ کیا ہے' اس کا تعلق خود مرزا صاحب کی ذات سے تھا۔ قادیانی جماعت کے بہت سے افراد کو مرزا صاحب سے شکایت تھی کہ وہ قومی روپے میں اسراف کرتے ہیں اور جو سرمایہ چندوں کی شکل میں جماعت کے خون پسینہ کی کمائی سے "تبلیغ اسلام" کے لئے جمع کیا جاتا ہے' اسے مرزا صاحب ذاتی تعیش میں صرف کرتے ہیں' مرزا صاحب کی جانب سے اس شکایت کا جواب یہ تھا کہ انہیں جو کچھ ملتا ہے خدا کی طرف سے ملتا ہے' لہٰذا کوئی شخص اس کے مصارف پر حرف گیری کا مجاز نہیں' البتہ جن لوگوں کو ان پر اعتماد نہیں' وہ آئندہ چندہ بند کردیں' (اور گزشتہ را صلوٰۃ کہیں)۔ آپ ایک شخص کے خط کے جواب میں فرماتے ہیں:

"میری نسبت آپ کے ...... کی جماعت کی طرف سے یہ پیغام پہنچایا تھا کہ روپیہ کے خرچ میں بہت اسراف ہوتا ہے' آپ اپنے پاس روپیہ جمع نہ رکھیں اور یہ روپیہ ایک کمیٹی کے سپرد ہو جو حسب ضرورت خرچ کیا کریں اور یہ بھی ذکر تھا کہ اس روپیہ میں سے باغ کے چند خدمت گار بھی روٹیاں کھاتے ہیں اور ایسا ہی اور کئی قسم کے اسراف کی طرف اشارہ تھا' جن کو میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے اپنی نیک نیتی سے جو کچھ لکھا بہتر لکھا' میں ضروری نہیں سمجھتا کہ اس کا رد لکھوں (اور حقائق کو رد کرنا ممکن بھی نہیں۔ ناقل) میں آپ کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں' جس کی قسم کو پورا کرنا مومن کا فرض ہے اور اس کی خلاف ورزی معصیت ہے کہ آپ ...... کی تمام جماعت کو اور خصوصاً ایسے صاحبوں کو جن کے دلوں میں یہ اعتراض پیدا ہوا ہے بہت صفائی سے اور کھول کر سمجھا دیں کہ اس کے بعد ہم ...... کا چندہ بالکل بند کرتے ہیں۔ اور ان پر حرام ہے اور قطعاً حرام ہے اور مثل گوشت خنزیر ہے کہ ہمارے کسی سلسلہ کی مدد کے لئے اپنی

تمام زندگی تک ایک حبہ بھی بھیجیں (اور جو کچھ اب تک وہ بھیج چکے ہیں اور مرزا صاحب اسے ذاتی مصارف پر خرچ کر چکے ہیں' اسے حلال' قطعاً حلال اور مثل شیر مادر سمجھ کر درگزر کریں۔ ناقل)۔ ایسا ہی ہر شخص جو ایسے اعتراض دل میں مخفی رکھتا ہے' اس کو بھی ہم یہی قسم دیتے ہیں۔

یہ کام خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جس طرح وہ میرے دل میں ڈالتا ہے' خواہ وہ کام لوگوں کی نظر میں صحیح ہے یا غیر صحیح؟ درست ہے یا غلط؟ میں اسی طرح کرتا ہوں (لہٰذا اگر خدا تعالیٰ میرے دل میں یہ ڈالے کہ اس روپیہ کو خانگی زیورات و ملبوسات میں خرچ کیا جائے تو مجھے یہی کرنا ہوگا' خواہ وہ چندہ دینے والے اس کو غلط ہی سمجھیں۔ ناقل)۔ پس جو شخص کچھ مدد دے کر مجھے اسراف کا طعنہ دیتا ہے' وہ میرے پر حملہ کرتا ہے' ایسا حملہ قابل برداشت نہیں (کیونکہ جب ایک شخص کو مامور من اللہ سمجھ کر روپیہ دے دیا تو اس پر اسراف کا طعنہ کیا؟ وہ اسے جہاں چاہے خرچ کرے۔ ناقل) ...... پس اس کے بعد میں ایسے لوگوں کو ایک مرے ہوئے کیڑے کی طرح بھی نہیں سمجھتا جن کے دلوں میں بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں...... میں تاجر نہیں کہ کوئی حساب رکھوں' میں کسی کمیٹی کا خزانچی نہیں کہ کسی کو حساب دوں۔" (ملفوظات ج ۷ ص ۳۲۵'۳۲۶ حاشیہ)

☆☆......☆☆

جنوبی کوریا میں ۲۲ افراد کا قبول اسلام

سیئول (نمائندہ خصوصی) جنوبی کوریا میں ورلڈ اسمبلی آف مسلم یوتھ نامی تنظیم کے اسلام سے متعلق تبلیغی پروگراموں کے نتیجہ میں ۲۲ افراد نے اسلام قبول کرلیا۔ جنوبی کوریا کے دارالحکومت سیئول میں مذکورہ تنظیم کے نمائندے شیخ عبدالرحمٰن لی جوہو کا کہنا ہے کہ ان ۲۲ نومسلموں میں ۱۸ خواتین شامل ہیں' جن میں سے ایک کا تعلق روس سے اور ایک کا تائیوان سے ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ نومسلم' مسلمانوں کے اتحاد' اکرام' دوستانہ برتاؤ اور نرم خوئی سے متاثر ہوئے ہیں۔ ان پر مسلمانوں کے رہن سہن اور برتاؤ بالخصوص مذہبی اجتماعات جیسے عیدالفطر' عیدالاضحیٰ' رمضان المبارک اور غیر مسلموں کے ساتھ ان کے اچھے برتاؤ کے بھی اثرات پڑے تھے۔

کامیابی کی کلید

دوسری چیز تعلق مع اللہ ہے جو اس اعتماد کے ساتھ لازم و ملزوم ہے' بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہوگا کہ تعلق مع اللہ کے بغیر اعتماد علی اللہ کا حصول بھی ممکن نہیں' جب تک خدا سے رشتہ درست نہ ہوگا' نیت ٹھیک نہ ہوگی' اعمال کا محاسبہ نہ ہوگا' خدا سے محبت و خشیت کا تعلق پیدا نہ ہوگا' اس وقت تک اس پر اعتماد اور اس کے وعدوں پر کلی یقین کیسے حاصل ہوسکتا ہے؟

لیکن اس میں شک نہیں کیا جاسکتا کہ تعلق مع اللہ کا سب سے بڑا ظہور اسی اعتماد علی اللہ کی صورت میں ہوتا ہے اور اس کے کرشمے اس کے قلب میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔

اگر تعلق مع اللہ کا اندازہ کرنا ہو تو دیکھنا چاہئے کہ اس میں اعتماد و یقین کا کتنا حصہ شامل ہے اور اس کی مقدار اور اس کی سطح کیا ہے؟ یہی اس کا سب سے بڑا پیمانہ' سب سے بڑا مظہر اور سب سے اعلیٰ مقام ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام جب وادی غیر ذی زرع کی طرف جانے لگے تو حضرت ہاجرہؓ نے پہلا یہی سوال کیا کہ کیا آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے؟ جب ان کو یہ بات معلوم ہوگئی تو بڑے اطمینان بلکہ بڑے ناز و اعتماد کے ساتھ فرمایا: "اذا لا یضیعنا" (تب تو وہ ہمیں ضائع نہ فرمائے گا)۔

یہ تعلق اور اعتماد ہماری مشکلات کا حل بھی ہے اور کامیابی کی کلید بھی' ہتھیار بھی ہے' ذریعہ بھی ہے اور مقصود بھی۔

☆☆......☆☆

نئی نسل کو قادیانیت سے بچائیے

مولانا محمد اکرم طوفانی

آج کل اخلاق کے نام پر ملت کفر کو انتہائی پیار اور محبت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور پھر اپنی طرف سے من گھڑت دلائل اور من چاہی باتوں کو بہانہ بنا کر سادہ لوح مسلمان اپنی حقیقی روایات و درایت سے محروم ہو جاتا ہے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد صریح ہے کہ "الکفر ملة واحدة" جب قادیانیوں اور مرزائیوں کے کفر پر نگاہ ڈالی جاتی ہے تو تاریخ میں ان جیسا کفر بابا آدم کے دور سے نظر نہیں آتا۔ گویا کہ مرزائی اپنے کفر میں بے مثال ہیں۔ سادہ لوح مسلمان' خصوصاً ہمارے دور کا نوجوان طبقہ ان کے جعلی اخلاق اور پیار و محبت کے نقلی افسانوں سے متاثر ہو کر قادیانیوں کو باقی کافروں پر ترجیح دیتے ہوئے ان کے ساتھ تعلقات استوار کر لیتا ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی سے ہی ثابت ہو رہا ہے کہ محبت اور نفرت کو آپس میں تلازم حقیقی ہے۔ اگر آپ کو کسی سے محبت ہے تو آپ اس کی محبت کے دعوے میں اسی وقت صادق ہو سکتے ہیں' جب آپ کی زندگی کا ہر لمحہ محبوب کے دشمنوں اور اس کی توہین کرنے والوں کی نفرت سے بھرپور ہو' ورنہ کوئی بھی صحیح العقل آپ کو دعویٰ محبت میں صادق نہیں سمجھے گا۔ آج ہم میں محبت کے جذبات و اعمال کے ایک پہلو یعنی حب فی اللہ اور حب مع رسول کے دعووں میں اتنی کمی نظر آتی جتنی دوسرے پہلو یعنی بغض فی اللہ میں کمی ہے' صرف کمی ہی نہیں بلکہ مبغوض اعمال اور مبغوض خیالات وعقائد فاسدہ کے بارے میں تو صلح و رضامندی اور پسندیدگی تک نوبت پہنچی ہوئی ہے جو کہ بہت خطرناک حالت ہے۔ اس کے کئی درجات ہیں' بعض دفعہ نفرت کا نہ ہونا صرف کبیرہ گناہ ہی ہوتا ہے' لیکن بعض حالات و واقعات میں یہ کیفیت کفر اور نفاق تک لے جاتی ہے جس کو جس قدر خطرناک اور ایمان کی تباہی اور بربادی کا سبب سمجھا جائے کم ہے۔ مثلاً دیکھا جاتا ہے کہ عبادات' اذکار' نوافل اور محبت رسولؐ کے دعوے بھی ہوتے ہیں لیکن اپنی معاشرت' معیشت و اخلاق میں پوری آزادی ہوتی ہے خصوصاً نوجوان نسل کے معاملہ میں' ان کی آخرت اور دین وایمان بالکل ہی تباہ و برباد ہو جاتے ہیں یا کم از کم نسل نو ایمان وہدایت کے لحاظ سے تباہی و بربادی کے عمیق گڑھوں میں گر جاتی ہے لیکن والدین اور متعلقہ افراد زبان حال ہی سے نہیں بلکہ کئی دفعہ تو صریح الفاظ میں کہہ رہے ہوتے ہیں کہ چلو ان کی بدولت دنیا تو ہاتھ آئے گی' یا اگر ہم اس دنیا کے قائل نہیں رہے ہیں تو ہمیں اعمال صالحہ میں اس قدر دلچسپی لے لینی چاہئے جس سے ہم عذاب آخرت سے بچ جائیں۔ مگر ان حضرات کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتا الا ماشاء اللہ کہ ہماری پیاری اولاد' لخت جگر ایمان کو برباد کر رہے ہیں بلکہ وہ تو یہ خیال کرتے ہیں کہ خدانخواستہ ابھی سے ہماری اولاد جنت کی تیاری میں کیوں لگے' ہم نے ان کو قرآن پڑھا دیا ہے' بلکہ بعض تو حفظ بھی کرا دیتے ہیں اور خیال یہ ہوتا ہے کہ اگر بڑے ہو کر وہ خود جنت کا راستہ تلاش کر لیں تو ان کی قسمت مگر ہم تو پوری طرح نصرانی اسکولوں میں ان کو داخل کرا کر ایسی تربیت گاہ میں پہنچا دیتے ہیں کہ صحیح راستہ کی تلاش کی استعداد ہی کم یا ختم ہو جاتی ہے اور وہ صحیح راستہ سے اس قدر دور ہو جاتے ہیں کہ نیکی کا راستہ ان کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے اور پھر بچپن میں جو قرآن پڑھایا تھا یا تھوڑی بہت دینی تربیت دی تھی' اس کے ضائع ہونے پر افسوس کرتے ہیں۔ بعض نیک لوگ اپنی اولاد کے لئے تہجد میں اٹھ اٹھ کر لمبی چوڑی دعائیں کرتے ہیں کہ یا اللہ! ہماری اولاد کو راہ راست پر لگا دے اور یوں یہ اپنے آپ کو تمام دینی تربیت کی ذمہ داریوں سے سبکدوش سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ایسی دعاؤں کا اثر دنیا میں بھی ظاہر نہ ہوگا' خواہ یہ دعائیں مقبول بندے قبولیت کے مقامات اور اوقات میں رو رو کر کریں' اس لئے کہ اولاد کو جس ماحول میں پہنچا دیا ہے وہ کفر کا ماحول ہے' اس میں جب نوجوان ڈوب جاتا ہے تو وہ شیخ سعدیؒ کے شعر کا مصداق بن جاتا ہے:

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ ای
بعد میں گوئی کہ دامن ترمکن ہوشیار باش

لکڑی کے تختے کے اوپر باندھ کر دریا کے درمیان میں ڈال دیا اور آوازیں کس رہا ہے کہ خیال کرنا دامن کو تر کرنے سے ہوشیار رہنا۔ بچوں کو ماحول تو خود ایسا فراہم کرتے ہیں اور پھر امید رکھتے ہیں کہ یہ اولادیں ہماری آخرت کی بربادی کا سبب نہ بنیں:

"ایں خیال است ومحال است جنوں"

علامہ فخر الدین رازیؒ نے اپنی تفسیر کبیر میں ایک واقعہ نقل کیا ہے جو قارئین کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں کہ آپ ذرا غور کریں اور سوچیں کہ ماحول کس قدر اثر انداز ہوتا ہے' اولاد کو جس ماحول کے حوالے کرو گے' نتیجہ بھی ایسا ہی نکلے گا۔ علامہ فخر الدین رازیؒ اپنی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام کی ملاقات جب اپنے باپ یعقوب علیہ السلام سے مصر میں ہوئی تو یوسف علیہ السلام نے فرمایا: اباجی! آپ نے میری جدائی میں رو رو کر اپنی آنکھیں بھی سفید کر دی ہیں اور میری جدائی میں چالیس سال روتے رہے یہاں تک کہ بینائی بھی چلی گئی' اگر دنیا میں ہماری ملاقات نہ ہوتی تو قیامت کے دن میدان حشر میں ہو جاتی' پھر آپ اس قدر کیوں روئے؟ حضرت یعقوب علیہ السلام نے جو جواب دیا وہ آج بھی آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے' ہر والد کو چاہئے کہ اپنی اولاد کے لئے لکھ کر اسے گھر میں ایسی جگہ لٹکائے جہاں پر چوبیس گھنٹے اس پر نظر پڑتی رہے۔ یعقوب علیہ السلام نے فرمایا: بیٹا! میرے پیارے یوسف! میں تیری جدائی میں نہیں رویا' میں نے ایک آنسو بھی تیری جدائی میں نہیں نکالا' میں تو اس لئے روتا رہا' جب تو مجھ سے جدا ہوا تھا تو تیرا بچپن تھا اور مجھے ہر وقت خطرہ لاحق رہتا تھا کہ تو کسی ایسے ماحول میں نہ چلا جائے یا کہیں ایسے اخلاق باختہ لوگوں کی صحبت میں نہ پھنس جائے جو تجھے خاندان نبوت سے دور کر دیں۔

اس لئے مکمل یقین اور دعوے سے کہا جاسکتا ہے کہ مکمل ایماندار یعنی حب فی اللہ اور بغض فی اللہ کے حامل ہر شخص کی دونوں جہانوں کی زندگی انشاء اللہ انتہائی خوش گوار پرسکون اور باعزت ہوگی اور تجربہ اس پر شاہد ہے' اسی طرح قادیانیوں اور دیگر کافروں سے خصوصاً قادیانیوں سے تعلقات رکھنے والے مسلمان اور بغض فی اللہ میں غفلت کے مرتکب حضرات اور قادیانیوں سے نفرت نہ کرنے والوں کی زندگی دنیا اور آخرت میں ہر لحاظ سے پر آشوب' پریشان کن اور ذلت آمیز ہوگی اور اس دور میں ہم سب کو ان دونوں اقسام کا مشاہدہ بھی ہے اور تجربہ بھی اگر کسی کو کسی جگہ ہمارے اس دعوے کے خلاف نظر آئے تو یقیناً اس کی کوتاہ نظری ہے اور سراب کی طرح نظر کا دھوکہ ہے۔ اگر کوئی چاہتا ہے تو دونوں فریقوں اور دونوں طبقوں کو قریب سے دیکھ کر مشاہدہ کرلے' جس کو بندہ نے اس سے پہلے کئی عنوانات کے تحت صحابہ کرامؓ کی مقدس زندگی کے حالات میں ثابت کیا ہے۔ گویا کہ فارمولا یہی ہے اور محبت کے لوازمات سے اور آداب سے یہی ہے کہ:

ایک تجھ سے کیا محبت ہوگئی
ساری دنیا ہی سے وحشت ہوگئی

مطلب صرف اس قدر ہے کہ کسی سے بھی محبت کا دعویٰ اس وقت تک ثابت نہیں ہوسکتا جب تک اپنے محبت کے لئے اس محبت کے دشمنوں سے نفرت نہ کرو گے اور یہ بھی یاد رکھیں کہ ایمان کے بعد اور دعویٰ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے نہ صرف نفرت کا اظہار ہو بلکہ محبت کے ثبوت کے لئے وہ نفرت نظر بھی آئے ورنہ خدا کی قسم! صرف محبت کے دعوے کرنے والوں کے سارے اعمال غارت ہو جائیں گے۔ اللہ کا صریح فرمان ہے کہ:

"اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔"

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا کہ:

"ظالموں کی طرف مائل نہ ہونا ورنہ تم کو آگ پکڑے گی۔" غرضیکہ قرآن کی آیات سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے نفرت ایمان کا حصہ ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ جب مسلمان اللہ کے واسطے سب سے ناراض ہوئے تو اللہ ان سے راضی ہوا۔ اس کی تفسیر میں حضرت شاہ عبدالقادرؒ لکھتے ہیں کہ جو دوستی نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ کے مخالف سے' اگرچہ باپ بیٹے ہی ہوں' وہی سچے ایمان والے ہیں۔ ان کو یہ درجے ملیں گے کہ اللہ ان سے راضی اور یہ اللہ سے راضی اور حزب اللہ بھی یہی ہیں اور فلاح بھی یہی لوگ پائیں گے۔

صحابہ کرامؓ کی نشانی یہی تھی کہ اللہ اور رسولؐ کے معاملہ میں کسی بھی چیز اور کسی بھی شخص کی پرواہ نہیں کرتے تھے' اسی سلسلہ میں حضرت ابو عبیدہؓ نے جنگ بدر میں اپنے باپ کو' مصعب بن عمیرؓ نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کو' عمر بن خطاب نے اپنے ماموں کو' حضرت علیؓ' حضرت حمزہؓ اور حضرت عبیدہ ابن حارثؓ نے اپنے اقارب عتبہ' شیبہ اور ولید بن عتبہ کو

باقی صفحہ 27 پر

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

اوریا مقبول جان

صرف ایک غلطی

پاکستان کے لئے مسلمانان ہند نے بے مثال جدوجہد کی اور بے اندازہ قربانیاں دیں۔ قیام پاکستان میں مسلمانوں کا کروڑوں کا مالی نقصان ہوا انہوں نے وطن چھوڑا اور مال و جان کی قربانی بھی دی۔ اس دوران عظیم ہلاکتیں ہوئیں۔ کئی ہزار مسلمان خواتین کی عصمت دری کا سانحہ پیش آیا۔ اس عظیم قربانی کے بعد وہ ملک معرض وجود میں آیا جہاں اسلامی نظام حیات' امن وامان' عدل وانصاف' اسلامی مساوات اور غریب پروری کی ترویج اور نفاذ ہونا تھا۔ قیام پاکستان کے بعد تبادلہ آبادی کے ذریعہ پاکستان کے موجودہ حصہ سے غیر مسلم آبادی بھارت اور بھارت سے مسلمان پاکستان ہجرت کر آئے۔ اس وقت قادیانی جو کہ اسلامی اور قانونی نقطہ نظر سے غیر مسلم اور کافر ہیں ان کے پاکستان آنے کی قانوناً کوئی گنجائش نہیں تھی۔ لیکن قادیانی گروہ نہ صرف یہ کہ قادیان ضلع گورداسپور وغیرہ سے پاکستان آیا بلکہ اس واقعہ کا سب سے المناک اور دردناک پہلو یہ ہے کہ انہیں یہاں اعلیٰ وکلیدی عہدے دیئے گئے مثلاً ظفر اللہ خان سابق وزیر خارجہ اور ایم ایم احمد وغیرہ جیسے پاکستان کے غدار اور ہندو کے ایجنٹ افراد کو کلیدی اور بنیادی عہدے خاص طور پر اقتصادی امور' ترقیاتی منصوبے اور وزارت خارجہ جیسے اہم عہدے دیئے گئے۔ پاکستان کو آزادی دیتے وقت ہندو' برطانوی انگریز کی مستقبل کی سازش کے تحت اسے دو حصوں مغربی اور مشرقی پاکستان میں تقسیم کیا گیا' جن کے درمیان ایک ہزار میل کا فاصلہ اور مسدود بحری راستہ تھا۔ پاکستان کو دولخت کرنے کے لئے کیا کیا سازشیں ہوئیں؟ بنگالیوں پر کیا کیا ظلم ڈھائے گئے؟ کس طرح ان کی حق تلفی کی گئی؟ ذیل کے مضمون سے اس کی ایک مختصر جھلک نمایاں ہوتی ہے۔ مضمون نگار نے موجودہ حالات کے حوالے سے حکمرانوں' عوام اور محب وطن پاکستانیوں کو جس خیر خواہانہ انداز سے توجہ دلائی ہے اس کے پیش نظر یہ مضمون اہل وطن کی توجہ کے لئے شائع کیا جارہا ہے۔ بچے کھچے پاکستان میں موجودہ کشیدگی اور ایک دوسرے کی حق تلفی' یہ سب کچھ ایک سازش کے تحت قادیانی گروہ کررہا ہے جس کے بھارت اور اسرائیل سے گہرے روابط ہیں اور یہ گروہ بھارتی اور اسرائیلی مفادات کے لئے کام کررہا ہے۔ قادیانی جماعت کے سابقہ سربراہ متعدد بار پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے اور اس کے صفحۂ ہستی سے مٹنے کے تحریری اور تقریری بیانات دیتے رہے ہیں۔ ان حالات میں پاکستان کے تمام حکومتی اداروں سے قادیانیوں کی اگر علیحدگی نہ کی گئی تو یہ وجود پاکستان کے لئے نہایت خطرناک ثابت ہوں گے۔ ماضی کے واقعات کو مدنظر رکھ کر ہمارے موجودہ حکمرانوں کو چاہیے کہ وہ قادیانی جماعت کو خلاف قانون قرار دے کر اس کی تمام منقولہ وغیر منقولہ جائیداد واملاک جات کو ضبط کریں اور اس کی ہر قسم کی سرگرمیوں پر پابندی عائد کریں۔

گزشتہ دنوں جب ٹھٹھہ کی ڈسٹرکٹ اسمبلی نے ایک قرارداد پاس کی کہ کینجھر جھیل چونکہ ہمارے علاقے میں ہے اس لئے اسے ہمارے حوالے کیا جائے تو میں سر سے لے کر پاؤں تک خوف سے کانپ اٹھا۔ اسمبلی نے کہا کہ ہم اس جھیل کا پانی کراچی کے شہریوں کو پینے کے لئے نہیں دے سکتے اس لئے کہ یہ ہمارے ضلع کی ملکیت ہے۔ ابھی اس جگہ پر غور کرہی رہا تھا کہ پنجاب کے کئی اضلاع کی ضلعی حکومتوں نے کئی بڑی صوبائی سڑکوں کو اپنے قبضے میں لے کر ٹول ٹیکس لگانے کا مطالبہ کردیا اور کچھ جگہ انہوں نے یہ ٹیکس وصول کرنا بھی شروع کردیا۔ یوں ایک ضلع سے دوسرے ضلع میں جانے والے اب اپنی گاڑیوں پر ایک دوسری حکومت کی چنگی وصول کرنے لگے۔ میں سوچ رہا تھا کہ میرا ملک پاکستان صرف ۲۵ سال پہلے دو حصوں کی لڑائی نہ سہہ سکا اور دولخت ہوگیا اور باقی ۲۵ سال اس ملک نے چار حصوں کی لڑائی میں گزار دیے اور آج تک ان کی آپس کی تلخیاں کم نہ ہوسکیں' لیکن اب یہ ملک ۱۰۶ حصوں کی لڑائی کیسے برداشت کرسکے گا؟

تاریخ بڑی تلخ ہے لیکن کیا کروں؟ مجھے دہرانی پڑ رہی ہے۔ ایک ملک جسے برصغیر کے مسلمانوں کی خوش حالی اور خوبصورت خوابوں کی تکمیل کے لئے حاصل کیا گیا تھا۔ اس کے دو حصوں کے درمیان ایک ہزار میل کا فاصلہ تھا مگر دونوں کے دل ایک ساتھ دھڑکتے تھے لیکن دل دھڑکنے سے کیا ہوتا ہے؟ جب ایک طرف خوشحالی ہو اور دوسری طرف غربت' دونوں ایک ہی ملک کا جھنڈا لہراتے تھے' لیکن اس ملک میں دونوں کے درمیان فرق دیکھئے۔ ۱۹۵۹ء میں پورے پاکستان میں ۱۹ وفاقی سیکریٹری تھے جو سارے کے سارے مغربی پاکستان سے تعلق رکھتے تھے اور ایک بھی مشرقی پاکستان سے نہیں تھا۔ ۴۱ جوائنٹ سیکریٹریوں

میں سے صرف تین مشرقی پاکستان سے تعلق رکھتے تھے۔۱۳۳ ڈپٹی سیکریٹریوں میں سے صرف ۱۰ مشرقی پاکستان سے تعلق رکھتے تھے اور ۵۴۸ انڈر سیکریٹریوں میں سے صرف ۳۸ مشرقی پاکستان سے تعلق رکھتے تھے۔ ملک پاکستان کہ جو مشرقی اور مغربی سب کا تھا' اس کے دفاع کے لئے ۳ لیفٹیننٹ جنرل تھے جن میں سے کوئی مشرقی پاکستان سے تعلق نہیں رکھتا تھا۔ ۲۱ میجر جنرلوں میں سے صرف ایک مشرقی پاکستان سے تعلق رکھتا تھا۔ جبکہ ۳۵ بریگیڈیئروں میں سے صرف ایک کا تعلق مشرقی پاکستان سے تھا' اسی طرح ۵۱ کرنلوں میں سے صرف دو کا تعلق مشرقی پاکستان سے تھا جبکہ ۲۱۸ لیفٹیننٹ کرنلوں میں سے صرف ۱۰ مشرقی پاکستان سے تعلق رکھتے تھے اور ۶۵۰ میجروں میں سے صرف ۶۰ مشرقی پاکستان کے تھے۔ ایئرفورس میں ۶۴۰ افسران تھے اور ان میں سے ۷ کا تعلق اس صوبے سے تھا جو آج ہمارے ساتھ نہیں اور وہ لوگ جن کی زندگی کشتی رانی میں گزرتی تھی ان لوگوں کے لئے ۵۹۳ نیوی افسران میں سے ایک شخص کے لئے بھی جگہ نہ تھی۔ مشرقی پاکستان کے لوگ جو اس ملک کی تقریباً ۶۰ فیصد آبادی تھے' لیکن پہلے پانچ سالہ منصوبے میں انہیں صرف ۲۶ فیصد دیا گیا' اور دوسرے میں صرف ۳۲ فیصد دیا گیا جبکہ تیسرا منصوبہ جو ۱۹۷۰ء میں اختتام پذیر ہوا اس میں ۳۶ فیصد دیا گیا لیکن یہ ناانصافی کا آخری پانچ سالہ منصوبہ تھا' اور پھر تاریخ نے کیا کیا نہیں دیکھا۔ قیام پاکستان کی تحریک کا آغاز کرنے والے نواب سلیم اللہ کے ساتھی اور حسین شہید سہروردی کے جیالے ہم سے جدا ہوگئے۔

ہم اس صدمے سے ابھی سنبھلے ہی نہ تھے کہ معاشی حقوق کی یہ جنگ ہمارے چاروں صوبوں کے درمیان چلنے لگی۔ ایک نے کہا کہ ہماری گیس سے پنجاب' سندھ اور سرحد کی سردشامیں آرام دہ ہوتی ہیں اور ہم سردی سے ٹھٹھرتے بھی ہیں اور ہمیں اس کا معاوضہ بھی نہیں ملتا' دوسرے نے کہا کہ میرے دریاؤں پر بنائے گئے ڈیم لوگوں کے گھروں اور بازاروں کو روشن کرتے ہیں اور ہم غربت وافلاس میں رہتے ہیں' تیسرے نے کہا کہ میری گندم اور کپاس آپ کے کام آتی ہے ورنہ تم بھوک سے مرجاؤ' چوتھے نے کہا کہ اگر میری بندرگاہ نہ ہو تو تم ۶۰ فیصد آمدنی نہ کما سکو اور نہ تمہارا پیٹرول آئے' نہ گاڑیاں اور نہ دوسرا سامان۔ یہ جنگ کئی سالوں سے جاری ہے' بجٹ میں روپے کی تقسیم کی جنگ' اسلام آباد میں نوکریوں کی جنگ' ملازمتوں میں کوٹے کی جنگ' اس جنگ میں ہم نے کیا کچھ نہیں دیکھا؟ نفرت' غصہ' ایک دوسرے کو گالیاں۔ اس مملکت پاکستان کے مستقبل اور نام سے مایوسی' جگہ جگہ آزادی اور حقوق کی جدوجہد کے نعرے لیکن پھر بھی کسی حد تک یہ چاروں مل بیٹھ کر کوئی نہ کوئی حل نکال لیا کرتے تھے' کچھ لے دے ہو جاتی تھی کہ صرف چار تھے' کسی کو گرانٹ مل جاتی تو کسی کو رائلٹی' کسی کا کوٹہ بہتر بنا دیا جاتا تو کسی کو ریلیف کا پیکج مل جاتا لیکن ایک دھڑکا سا ہمیشہ دل کو لگا رہتا کہ اگر کہیں ایسا ہوگیا تو ایک چھوٹی سی چنگاری میرے پیارے پاکستان کے خرمن میں آگ نہ لگا دے' جو محبت کرتے تھے وہ اس آگ کو سرد کرنے میں لگے رہتے۔

لیکن عظمیٰ کی اس قرارداد کے بعد مجھے آج سے تین سال پہلے نیشنل ری کنسٹرکشن بیورو کے دفتر میں ان کے "اعلیٰ دماغ" ماہرین کے ساتھ اپنی دو سات گھنٹے کی بحث یاد آگئی جس میں' میں نے ہاتھ باندھ کر کہا تھا کہ ہم ابھی چار صوبوں کی لڑائی طے نہیں کرسکے' آپ کیوں اس ملک میں ۱۰۶ ضلعوں کو آپس میں دست و گریباں کرنا چاہتے ہو؟ لیکن فیصلہ کر چکنے والے کسی اور کی نہیں سنتے' وہ تو بس نافذ کر دیا کرتے ہیں۔

اور اب مجھے اس دن سے خوف آ رہا ہے جب ڈیرہ بگٹی کی ضلعی اسمبلی یہ کہہ دے گی کہ اس گیس پر صرف بگٹیوں کا حق فائق ہے اور کسی بلوچ کو بھی اس طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھنا چاہئے' تربیلا والے اپنے پانی سے کسی کو ایک گھونٹ دینا نہیں چاہیں گے' خواہ وہ ان کا پشتون اور ساتھ والے ضلع کا کیوں نہ ہو۔ لسبیلہ والے حب دریا کے پانی پر لڑیں گے تو ملتان اور بہاولپور والے کپاس پر' فیصل آباد اور گجرات والے گندم پر لڑیں گے تو گوجرانوالہ اور شیخوپورہ والے چاول پر۔

اور جنگ میں اگر چاروں صوبے کچھ کرنا بھی چاہیں تو حقوق کے نام پر ناظمین کی ایک یونین تیار ہے' یا تو سب مل کر استعفیٰ دے دیں گے یا سب مل کر جنگ کریں گے۔ امیر ضلع کی طرف سے غریب ضلع کی ناکہ بندی ہوگی اور غریب ضلع وسائل کے لئے بھیک مانگتا پھرے گا' وہ جنگ جو چار صوبوں کی حکومتوں تک محدود ہوا کرتی تھی اور عام آدمی اسے چند لیڈروں کی جنگ سمجھتا تھا' ہم اسے ہر گھر' ہر گلی اور ہر محلے تک لے آئے ہیں۔ میں اس دن سے ڈرتا ہوں اور خوف کھاتا ہوں جس دن اس منصوبے کے خالق' کراچی میں سکون کی زندگی گزارنے والے لیفٹیننٹ جنرل (ر) تنویر نقوی پر ٹھٹھہ کی ضلعی حکومت پانی بند کر دے گی اور ان کی اپنی ضلعی حکومت بھی کچھ نہ کر سکی تو اس وقت شاید وہ یہی کہہ سکیں کہ ہم سے غلط ہوگئی لیکن میرا ملک ابھی تک صرف ایک غلطی کے زخم یاد کرتا ہے تو اس سے اشک نہیں تھمتے' اس کی آہیں نہیں رکتیں' اسے قرار نہیں آتا۔ (بشکریہ جنگ کوئٹہ)

حضرت مولانا قاری
محمد طیب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا حکیم محمد رفیق فاروقی

حضرت مولانا قاری محمد طیب نقشبندیؒ حضرت مولانا عمر خطابؒ کے فرزند ارجمند ہیں' آپ کے دادا حضرت مولانا محمد رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم دیوبند کے قدیم فضلا میں سے تھے' جنہوں نے دارالعلوم سے فراغت کے بعد ہندوستان کے ضلع سورت' مقام راندیر میں دارالعلوم و عظیم جامع مسجد قائم فرما کر دین کی اشاعت میں زندگی وقف کی اور وہیں وفات پا کر دارالعلوم کے احاطہ میں آخری آرام گاہ بنائی' جو کہ ایک صدی سے زیادہ عرصہ گزرنے پر بھی قائم ودائم ہے۔

حضرت مولانا عمر خطابؒ نے حضرت مولانا قاری محمد طیب نقشبندیؒ کو دین متین کی خدمت کے لئے وقف کرنے کا تہیہ کر لیا اور آپؒ کو وقت کے ولی کامل شیخ القراء حضرت قاری حبیب الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش فرمایا۔ انہوں نے آپؒ پر خصوصی توجہ دی اور صرف نو سال کی عمر میں آپؒ نے اپنے آبائی گاؤں ٹھکیاری' ضلع مانسہرہ میں قرآن پاک مکمل فرمایا۔ آپؒ کے مشفق استاد نے آپ کو تجوید و قرأت کی تعلیم کے لئے مانسہرہ میں حضرت شیخ القراء قاری محمد تقی دہلوی کی خدمت میں خود ساتھ جا کر پیش فرمایا۔ حضرت شیخ القراء نے آپ کی ذہانت و خداداد صلاحیت کو دیکھتے ہوئے مزید خصوصی تربیت کے لئے آپ کو دارالقراء ماڈل ٹاؤن لاہور حضرت شیخ المقری قاری محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش فرمایا۔ حضرت شیخؒ نے آپؒ کو مدرسہ کی رہائش کی بجائے اپنے گھر میں اپنی اولاد کی طرح رکھا اور خصوصی توجہ فرمائی' اور تجوید و قرأت کی تکمیل کی سند دی اور اپنی دعاؤں کے ساتھ درس نظامی کی تعلیم کے لئے آپؒ کو جامع فرقانیہ راولپنڈی میں حضرت مولانا عبدالحکیم نور اللہ مرقدہٗ کی خدمت میں بھیج دیا۔ آپ نے ابتدائی درس نظامی کی تعلیم یہاں حاصل کی۔ حضرت سیٹھی محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جلسہ کے موقع پر آپؒ کی تلاوت سنی تو آپؒ کو اپنے ساتھ سرحد کا دورہ کرایا اور گلگت میں مدارس دینیہ کی ابتداء کا ارادہ کیا تو آپ کو آپ کے اساتذہ کی اجازت سے گلگت بھیج دیا۔ آپؒ نے اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرتے ہوئے اپنے رفقاء کے ساتھ سینکڑوں حفاظ پیدا کئے اور دعوت و تبلیغ کے کام کی ابتدا بھی فرمائی' جب کام چل پڑا تو آپؒ نے اپنے اساتذہ کی خواہش اور اپنے والد گرامی کی چاہت سے درس نظامی کی تکمیل کے لئے ملک کی معروف دینی درسگاہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن میں داخلہ لیا اور حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دورۂ حدیث کی تکمیل کی۔

آپؒ نے اپنے اساتذہ حضرت بنوریؒ' حضرت مفتی ولی حسن ٹونکیؒ حضرت مولانا مصباح اللہ شاہؒ اور حضرت مولانا بدیع الزمانؒ کے مشورہ سے کراچی میں گارڈن کے علاقے میں واقع صابری مسجد میں امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دینے شروع کئے اور درجہ حفظ و تجوید و قرأت کا مدرسہ شروع فرمایا۔

سقوط مشرقی پاکستان کے وقت علاقہ موسیٰ کالونی کراچی میں علاقہ کی ضرورت اور مقامی احباب کے اصرار پر جامع مسجد کے لئے ذاتی جگہ حاصل کی اور والد گرامیؒ کی چاہت پر تین منزلہ مسجد و عظیم مدرسہ قائم کیا۔ اس کے علاوہ آپؒ نے دین کی اشاعت کے جذبہ سے شب و روز کی محنت و کاوش سے انتہائی غریب و پسماندہ بستیوں کو چنا اور اپنے شاگردوں کو مختلف علاقوں میں عوام کی خدمت پر مامور کیا۔ آپؒ نے پاکستان کے چاروں صوبوں کے ساتھ ساتھ برما' بنگلہ دیش اور افغانستان میں مساجد و مدارس دینیہ کے قیام' رفاہی ہسپتالوں کے لئے ادویات اور مستحقین کے ساتھ تعاون کے ساتھ ساتھ صاف پانی کی ترسیل اور غرباء کے لئے مکانات اور یتیم بچیوں کو جہیز کی فراہمی کے ذریعہ ان کی شادیاں کرانے کو اپنا اخلاقی فریضہ سمجھا۔

آپؒ نے جہاد افغانستان میں خصوصی دلچسپی لے کر اس میں جانی' مالی اور لسانی تعاون کے ساتھ حصہ لیا۔ آپؒ کے ایک صاحبزادے حافظ محمود الحسن متعلم درجہ سادسہ نے مزار شریف' افغانستان کے

معرکہ میں کارہائے نمایاں انجام دے کر جام شہادت نوش فرمایا' جبکہ آپؒ کے دوسرے صاحبزادے حافظ محمد زکریا نے بائیں آنکھ اور بائیں بازو کا نذرانہ پیش کیا۔

آپؒ نے اپنے والد گرامی کی طرح ذریعہ معاش کے لئے تجارت کو اختیار کیا اور دین کو معاش کے حصول کا ذریعہ نہیں بنایا بلکہ اندرون ملک اور بیرون ملک طب اسلامی یونانی کے دواخانے قائم کئے۔

آپؒ نے ضلع مانسہرہ میں اپنے آبائی علاقہ کی ضروریات کو دیکھتے ہوئے صوبہ سرحد کے علماً کرام و مشائخ عظام کے اصرار پر علاقہ کا حق ادا کرتے ہوئے اپنے والد گرامی کا خرید کردہ قطعہ اراضی اور والد گرامی کا تعمیر کردہ چودہ کمروں پر مشتمل مکان جامع عمر خطاب للبنات والفاروقی ویلفیئر ٹرسٹ اور عظیم الشان جامع مسجد و ہسپتال کے لئے وقف فرمایا اور اپنے دواخانوں کی آمدنی کو ان منصوبوں کے لئے وقف فرمایا۔ آپ کی دلی منشاء و چاہت پر جامع مسجد کی تعمیر مکمل ہونے پر گزشتہ سال شعبان معظم میں حضرت علامہ ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب مہتمم جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن' آپ کے والد گرامی کے رفیق خاص عارف باللہ حافظ فیروز الدین لدھیانوی خلیفہ مجاز حضرت لدھیانوی شہید رحمہ اللہ اور حضرت شیخ خواجہ مولانا عبدالحق قریشی صاحب سے صوبہ سرحد کے جید علماً کرام و اولیاً عظام کی معیت میں مسجد کا افتتاح کرایا۔

آپؒ علمی علوم کے ساتھ ساتھ روحانی علوم میں بھی کامل دسترس رکھتے تھے۔ آپ کا تقویٰ و پرہیزگاری دیکھ کر شیخ المشائخ حضرت خواجہ مولانا عبدالحق صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے اپنی صاحبزادی کا عقد نکاح آپ سے کر دیا اور روحانی مدارج طے کرا کر آپ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں خلافت سے نوازا اور حلقہ ذکر و فکر پورے ملک میں قائم کرنے کا حکم فرمایا۔ ان کی خصوصی توجہ سے آپ روحانیت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے۔ حضرت شہید اسلام علامہ محمد یوسف لدھیانویؒ ہزارہ ڈویژن کے دورے کے موقع پر جامعہ عمر خطاب للبنات شنکیاری تشریف لائے اور وہاں طالبات سے خطاب کیا۔ انہوں نے بھی بعد ازاں آپؒ کو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے چاروں سلسلوں میں خلافت سے نوازا۔

آپؒ نے حضرت بنوریؒ حضرت درخواستیؒ حضرت مولانا مفتی محمودؒ حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ حضرت مولانا مفتی عبدالسمیع شہیدؒ حضرت ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہیدؒ حضرت مولانا قاری محمد اجمل خانؒ و دیگر اکابرین کی زیر قیادت تمام ملکی تحریکات میں کام کیا' سواد اعظم اہلسنت پاکستان کی تحریک میں حضرت شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب' حضرت مولانا اسفندیار خان صاحب' حضرت مفتی احمد الرحمٰنؒ نے کراچی ڈویژن کی امارت آپؒ کے سپرد کی۔ آپ نے اپنے فرائض نہایت احسن طریقے سے سرانجام دیئے۔ آپؒ نے اپنے مخلص رفقاء کے ساتھ نہ جھکنے نہ بکنے اور نہ دبنے والی علماً دیوبند کی سنت پر عمل کرتے ہوئے تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کیا' جس کی وجہ سے حکومت سندھ نے سواد اعظم اہلسنت کے تمام صوبائی مطالبات منظور کئے۔

آپؒ نے ساری زندگی دین کے لئے شب و روز جانفشانی سے کوشش' محنت اور جدوجہد کی۔ آپ ایک ایک سال تک سوائے علماً کرام سے ملاقات و سفر کے مسجد سے باہر نہیں جاتے تھے۔ دنیا سے بے رغبتی کی وجہ سے دنیا اور دنیا والوں سے دور رہتے تھے۔ نام و نمود' شہرت' ریاکاری' مووی' فوٹو تصاویر سے آپ کو سخت نفرت تھی۔

آپؒ نے وفات سے ایک دن قبل فاروقی دواخانہ گارڈن میں راقم الحروف کو اپنے پاس بلا کر کچھ ضروری امور پر تبادلہ خیال کیا اور تمام امانتیں سپرد کیں۔ دوسرے دن حسب معمول جمعۃ المبارک کی نماز پڑھائی' بعد نماز جمعہ علماً کرام کے آئے ہوئے وفود سے ملاقاتیں کیں۔ بعد از نماز عشاء رات تقریباً ۱۱ بجے تک اہل خانہ سے ضروری امور پر بات چیت کی' پھر اپنے برادر اصغر قاری محمد طاہر فاروقی سے گاؤں میں آدھ گھنٹہ ٹیلی فون پر گفتگو کی اور انہیں مدرسہ' الفاروقی ویلفیئر ٹرسٹ اور جامع مسجد کے ضروری معاملات سمجھائے' رات ۱۲ بجے آرام کے لئے لیٹ گئے' سوا ایک بجے پھر اٹھ گئے' والدہ محترمہ جاگ رہی تھیں' انہوں نے آپؒ سے فرمایا کہ آپ سوتے نہیں ہیں؟ آپؒ نے عرض کیا کہ مجھے نیند نہیں آ رہی ہے۔ پھر تازہ وضو کیا اور نماز تہجد ادا فرمائی۔ پھر والدہ ماجدہ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرمائے۔ والدہ محترمہ نے دعا فرمائی۔ پھر عرض کیا کہ یہ دعا بھی فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عذاب قبر کو دور فرمائے۔ یہ دعا ختم ہوئی تھی کہ کمرہ سے آپ کی اہلیہ محترمہ نکلیں اور کہا کہ آج صبح سے آپ نے آرام نہیں کیا' آپ لیٹ جائیں' میں اسے ہی کھولتی ہوں۔ آپؒ نے فرمایا کہ قبر میں بھی اسے ہی کھلواؤ گی؟ پھر کفن کے

بارے میں فرمایا کہ گھر میں کفن رکھا کریں۔ اسی دوران آپؒ نے فرمایا کہ میری طبیعت خراب ہو رہی ہے آپ کو سہارا دیا گیا' آپؒ نے دونوں ہاتھ معانقہ کے لئے آگے بڑھائے اور واللہ اعلم کس سے معانقہ کیا۔ اس کے بعد آپ نے سیدھا ہاتھ اوپر اٹھایا اور شہادت کی انگلی اوپر کر کے کلمہ شریف بلند آواز سے پڑھ کر فوراً ہاتھ نیچے رکھ دیا اور ہلکا سا سانس لے کر آنکھیں بند کر لیں اور چند لمحوں کے اندر رات ۲ بجے آپ خالق حقیقی سے جاملے۔

کراچی کے احباب وعلماء کرام کے اصرار پر صبح پونے ۹ بجے علامہ بنوری ٹاؤن میں حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب نے ہزاروں سوگواروں' علماء کرام وطلباء کی موجودگی میں آپ کی نماز جنازہ پڑھائی' ڈاکٹر صاحب نے جب کاندھا دیا تو فرمایا کہ آج ہم مشفق مہربان کی شفقت سے محروم ہوگئے۔ پھر ۱۲ بجے کراچی سے شاہین ایئرلائن سے آپ کی میت کو آپ کے آبائی گاؤں ٹکڑیا شنکیاری ضلع مانسہرہ لے جایا گیا۔ آپؒ کے آبائی گاؤں میں بھی ہزاروں علماء کرام' مشائخ عظام اور عقیدت مندوں نے آپؒ کے مرشد حضرت اقدس شیخ المشائخ خواجہ عبدالحئی دامت برکاتہم عالیہ کی امامت میں بعد نماز مغرب آپ کی نماز جنازہ ادا فرمائی اور ہزاروں اشکبار آنکھوں کے عشاء تک دیدار کرنے کے بعد جامع مسجد عمر خطابؓ کے احاطہ میں آپؒ کی پسند کی ہوئی جگہ پر آپؒ سپرد خاک کر دیئے گئے۔ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں التجا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپؒ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆.........☆☆

بقیہ: نئی نسل کو بچائیے

قتل کیا اور رئیس المنافقین کے بیٹے عبداللہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے اجازت دی جائے تاکہ میں اپنے باپ عبداللہ بن ابی کا سر قلم کردوں' لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا۔

غرضیکہ کوئی واقعہ تاریخ اسلام میں سچے مومن مسلمان کے حوالہ سے ایسا نہیں ملتا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں سے نفرت کو ایمان کا تقاضا نہ سمجھا ہو۔

افسوس ہے کہ اس دور میں مسلمانوں کے دلوں میں محبت رسول ﷺ موجود تو ہے لیکن اس پر غفلت کے پردے اس قدر چڑھ چکے ہیں کہ وہ محبت مدہم پڑ گئی ہے اور اب اس کو پھونک مارنے کی ضرورت ہے۔ جب محبت رسول ﷺ ایمان والوں کے قلوب میں چمکے گی اور غفلت کے پردے اٹھیں گے تو گستاخ رسول کے ساتھ انشاء اللہ نفرت کا باب بھی کھل جائے گا' جس کے نہ ہونے کی وجہ سے صرف محبت کے دعوے سے ایمان مکمل نہیں ہوسکتا۔ کاش کہ ہم مسلمان اس طرف توجہ کرتے اور سوچتے کہ قادیانی اور ان کے آقا ایک ہی راستہ پر چل رہے ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کو جو خالصتاً انسانیت کے چہرہ پر بدنما داغ ہے' تاویلوں اور بہانوں سے اس کے خیالات فاسدہ کو پھیلا رہے ہیں یا پھیلانے کا سبب بن رہے ہیں۔ اگر مسلمان تھوڑی سی توجہ بھی کریں اور قادیانیوں کی سرگرمیوں پر نگاہ رکھیں تو انشاء اللہ قادیانیت ختم ہوسکتی ہے۔ کاش کہ ہم مسلمان مجموعی طور پر اس مسئلے کی طرف توجہ دیتے اور قادیانیوں کا قلع قمع کرتے!!!

☆☆.........☆☆

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اپنی ران کو ظاہر مت کریں اور کسی زندہ یا مردہ کی ران کو مت دیکھیں۔ (رواہ ابوداؤد ابن ماجہ)۔ ران کو ظاہر کرنے کا گناہ بہت زیادہ عام ہو چکا ہے یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ ناف سے گھٹنے تک مکمل چھپانے کی جگہ ہے' گھٹنا بھی ستر میں داخل ہے جبکہ ناف کا سوراخ داخل نہیں اور گھٹنا یا ران ظاہر کرنا شرمگاہ دکھانے کے برابر جرم ہے' اس لئے سیر یا کھیلنے وغیرہ کے وقت ران ظاہر کرنا گناہ ہے۔

ضروری اعلان!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر سے شائع ہونے والے رسالے ماہنامہ ”لولاک“ ملتان کی اشاعت جمادی الاولیٰ/جولائی کو حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ نمبر کے طور پر شائع کیا جا رہا ہے۔ تمام اشاعت حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کے سوانحی تذکرہ پر مشتمل ہوگی۔ صفحات معمول کے مطابق ہوں گے۔ ایجنسی ہولڈر حضرات مطلوبہ اضافی تعداد سے پیشگی مطلع کریں۔

(ادارہ لولاک)

REGD. NO. SS-160

کیا آپ نے کبھی غورِ کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا
کر مُرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے
وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی
کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے
میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرتِ رسولِ آخرینؐ،
سیرتِ الصحابہؓ، دینی واصلاحی مضامین شائع کئے
جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملّت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

کا مطالعہ کیجئے

الحمد للہ

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین
ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب،
نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا اور
دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی
سے شائع ہوتا ہے

تعاون کا ہاتھ بڑھایئے

- خریدار بنیئے ـــ بنائیے
- اشتہارات دیجئے
- مالی امداد فراہم کیجئے

اِنشاءاللہ اِس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے